امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73

مورخہ ۱۹ر محرم الحرام ۱۴۴۵ھ مطابق ۷ر اگست ۲۰۲۳ء روز سوموار

شمارہ نمبر 29

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- جھوٹ کے پاؤں
- عہد فاروقی کا نظام حکومت
- یہودیوں کا سیاسی طریقۂ کار
- انسانی حقوق اور اسلام
- زبان و ادب کی حقیقت
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب و صحت

بین السطور

بتا! کیا کیا تو نے میرے لیے؟

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

سرنامہ ابرار کاشف کے مشہور و مقبول ایک نظم سے ماخوذ ہے، اس نظم میں انہوں نے ''مخاطب ہے بندے سے پروردگار'' کہہ کر بات شروع کی ہے، پھر اللہ رب العزت کے ذریعہ جو انعامات بندوں پر کیے گیے ان سے چند کا مخصوص لب ولہجہ میں تذکرہ کیا ہے، چند اس لیے کہ سارے انعامات کا ذکر کرنا بندے کے بس میں ہے ہی نہیں، وہ تو بے شمار ہیں، ان کی گنتی کی ہی نہیں جا سکتی، انہیں انعامات میں سے ایک ''والدین'' کا بھی ذکر کیا ہے، اور آخر میں اللہ سے کہلوایا ہے کہ ''بتا کیا کیا تو نے میرے لیے''۔

یہ سوال اپنی جگہ اس لیے صحیح ہے کہ اللہ کے بندے ان دنوں جس بے راہ روی کے شکار ہو گیے ہیں، ان میں فرائض کی ادائیگی بھی بالائے طاق چلی گئی ہے، سنن و واجبات نوافل اور حسن اخلاق و کردار کا کیا ذکر کیا جائے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بندوں کی اس بے راہ روی سے اللہ رب العزت کے عز و جلال، شرف و منزلت پر ذرہ برابر بھی فرق نہیں پڑتا، اس لیے کہ اللہ بے نیاز اور تمام چیزوں سے مستغنی ہے۔

لیکن آج کل اولاد جب پڑھ لکھ کر بڑی ہو جاتی ہے تو اسے شکوہ ہوتا ہے کہ والدین نے ہمارے لیے کیا کیا، یہ ایک طعن و تشنیع سے بھرا جملہ ہوتا ہے، جو والدین کے لیے اولاد کی جانب سے مختلف موقعوں سے ادا ہوتا رہتا ہے، چوں کہ بچے والدین کی زندگی بھر کی محنت کو فراموش کر بیٹھتے ہیں کہ والد نے اس کو سجانے، سنوارنے، پڑھانے، نوکریاں دلانے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا، اب وہ بڑا ہو کر ان خدمات کو روپے میں آنکنے لگتا ہے، حالاں کہ سردی کی یخ بستہ رات میں اس کی ماں نے ایک رات جو جاگ کر گذاری اور اس کے ذریعہ ناپاک کیے گیے گیلے بستر پر لیٹی رہی اور اسے خشک بستر فراہم کیا، اس ایک رات کا بدلہ وہ زندگی بھر کی خدمت کے بعد بھی ادا نہیں کرسکتا، یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے وہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید بھی کی ہے، اور انہیں جھڑکنے، اف تک کہنے سے منع کیا ہے اور ان سے عزت و اکرام کے ساتھ گفتگو کرنے کی تلقین کی ہے، حکم ہے کہ ان کی ضرورت ہو تو کاندھے جھکا دو اور اس جھکانے میں جبر نہیں بلکہ رحمت و شفقت کا عنصر غالب رہنا چاہیے، اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی حق ادا نہیں ہوگا، اس لیے ان کے لیے دعا سکھائی گئی کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرمایا جیسا انہوں نے بچپن میں میری پرورش شفقت و محبت کے جذبے سے کی، لیکن آج صورت حال برعکس ہے، ایک فلیٹ کے دو کمرے میں بیٹا اور والدین رہتے ہیں، لیکن بیٹا کو توفیق نہیں ہوتی کہ وہ اپنے والدین کی خدمت میں حاضری دے، محبت کے دو بول ان سے کر لے اور اپنی شکل ان کو دکھا دے، حالاں کہ وہ ان کے نفقہ پر ہی زندگی گذار رہا ہوتا ہے، یہی حال بیٹیوں کا ہے، بیٹیاں پہلے کبھی والدین سے محبت کرنے والی ہوتی تھیں، لیکن اب مغرب کی آندھی میں سارے اطوار بدل گیے ہیں، وہ شادی شدہ ہونے کے باوجود اپنی بیماری اور ولادت کے مراحل میں والدین کے سر آ کر پڑتی ہیں، لیکن بغل کے روم میں ماں تکلیف سے کراہ رہی ہوتی ہے، بہو تو پھر بہو ہے، بیٹی بھی جھانکی نہیں مارتی اور اس کی بھی رٹ ہوتی ہے کہ ابا، اماں نے مجھے کیا دیا، سارے ضرورت کے سامان دینے کے بعد بھی یہی رٹ رہتی ہے، باپ نے میرے لیے کیا کیا، شوہر اگر بد قسمتی سے اچھا نہیں مل سکا تو یہ شکوہ اور بڑھ جاتا ہے، وہ میکے سے بہت سامان اٹھا کر لے جائے گی اور احساس نہیں ہوگا کہ اس سامان کے والدین کے گھر سے اٹھا لینے پر انہیں کیسی کلفت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا، سسرال والے جہیز کے لالچی تو ہوتے ہی ہیں، بیٹیاں بھی کم دماغ نہیں کھاتی ہیں، اور اس کے باوجود ان کی رٹ ہوتی ہے کہ ابا نے کس غریب گھر میں میرا رشتہ کر دیا، حالاں کہ سبھی جانتے ہیں کہ رشتہ نوشتہ سے ہوتا ہے، جو مقدر میں لکھا ہے وہی ہو کر رہے گا، والدین کے جوتا گھسنے اور جھک مارنے سے کوئی فرق پڑنے والا نہیں ہے، میاں بیوی کے رشتے زمین پر نہیں آسمان پر طے ہوتے ہیں، لیکن یہ یقین ہمارے دماغ سے نکل گیا تو سب کی تان والدین پر آ کر ٹوٹتی ہے۔

بعض لڑکوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اچھی خاصی کمائی کرتے ہیں، لیکن والدین پر ایک روپیہ خرچ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی، بہت ہوا تو کہے گا کہ ضرورت پڑے تو مانگ لیجئے، تمہارے برسر روزگار ہونے میں جو تمہاری ضرورتوں کو بن مانگے پورا کرتا رہا، وہ اب تم سے مانگے گا، یہ بڑے شرم کی بات ہے، لیکن کیا کیجئے گا اس دنیا میں یہ سب ہوتا رہتا ہے، کئی لڑکوں کو دیکھا کہ وہ اپنی شادی کے لیے کپڑے اور زیورات کی خریداری پر لاکھوں خرچ کر دیتے ہیں لیکن یہ توفیق نہیں ہوتی کہ والدین کے لیے بھی دو جوڑے کپڑے اور ضروری سامان لے لیں، ایسے لوگوں میں بے کسی، بے بسی نہیں، بے حسی ہوتی ہے، اپنے کمرے میں وہ اے سی کولر لگانے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، لگاتے ہیں، لیکن والدین گرمی میں پک رہے ہیں تو ان کے ذہن میں آرام و آسائش کا خیال نہیں ہوتا، بوڑھے والدین پڑھاتے لکھاتے ہیں، مکان بنا کر دیتے ہیں اور جب لڑکا غیر ملک بیوی بچوں کے ساتھ چلا جاتا ہے تو یہ گھر کی چابھی کیر ٹیکر کی طرح لے کر بیٹھے رہتے ہیں، اور بچے ان کے مرنے پر جنازہ پڑھ جاتے ہیں، کبھی وہ بھی نہیں ہوتا، بیشتر ایسے لڑکوں کو جنازہ پڑھنا بھی نہیں آتا، کوتاہی والدین کی بھی ہے کہ دینی تعلیم سے اپنے بچے کو محروم رکھا، لیکن جب بچہ بالغ ہو گیا تو اس کو خود اپنی اصلاح اور ضروریات دین سیکھنے کی فکر کرنی چاہیے تھی، وہ نہیں ہو سکا، خون پسینہ ایک کر کے والدین نے جو کچھ حاصل کیا تھا اسے فروخت کر کے دوسرے ملک جا بیٹھتا ہے، اور ان تمام رشتے ناطے کو توڑ دیتا ہے جو برسوں کی محنت سے والدین نے جوڑا تھا اور صلہ رحمی کو پروان چڑھایا تھا۔

یہ جو باتیں اوپر لکھی گئی ہیں، ان کا تعلق عمومی احوال سے ہے، سارے لڑکے یقیناً ایسے نہیں ہوتے، کئی لڑکے تو باپ پر جان نچھاور کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں، ان کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ والدین سے جو کچھ بن پڑا میرے لیے کیا، اب میں جوان ہوں، برسر روزگار ہوں تو ان کی ضروریات اور خوشنودی کا خیال کر کے جنت کا سامان کر لوں۔

ایک اور شکایت ان دنوں عام ہے، شادی ہوتے ہی والدین سے جدا ہو جانا، بچوں کی تعلیم و تربیت کے نام پر دور شہر جا کر بس جانا، یقیناً مسئلہ کے اعتبار سے اس میں گنجائش ہے، لیکن حسن سلوک کے کچھ اپنے تقاضے بھی ہیں، والدین اگر ضرورت مند ہیں تو ان کی آرام و آسائش کے لیے ساتھ بھی رکھا جا سکتا ہے اور متبادل نظم بھی کیا جا سکتا ہے، لیکن اس کا خیال بچوں کو آتا نہیں ہے اور وہ اپنی دنیا میں اس قدر مگن ہو جاتے ہیں کہ آج کے دور میں ٹیلی فونک رابطہ بھی منقطع ہو جاتا ہے۔

ایسے میں جو بات ابرار کاشف نے اللہ کی طرف سے کہی ہے، وہی بات والدین کہہ سکتے کہ ''بتا! کیا کیا تو نے میرے لیے''، طبرانی نے المعجم الصغیر (رقم 947) والاوسط رقم الحدیث 6570 اور بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ ص 305 میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ نقل کیا ہے کہ " انت ومالک لابیک "، یعنی تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے، اس روایت کا آخری حصہ سنن ابن ماجہ (التجارات ما للرجل من مال ولدہ حدیث 2292) میں بھی موجود ہے۔ محمد فواد عبد الباقی نے اپنی تعلیق میں لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں اور صحیح بخاری کی شرط کے مطابق ہیں، شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اس جملے کو صحیح قرار دیا ہے، امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر شکایت کی کہ میرے والد نے میری دولت ختم کر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم اور تمہاری دولت دونوں تمہارے والد کے لیے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے۔ لہذا تم ان کے مال میں سے کھاؤ۔ اس سلسلے میں جو اشعار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے والد نے نقل کیا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت کی، حالاں کہ میں نے بچپن میں تمہیں کھلایا پلایا، جوان ہونے کے بعد تک تمہاری ذمہ داری اٹھائی، تمہارا سب کچھ میری کمائی سے تھا، کسی رات تم بیمار پڑ گئے تو میں نے بے قراری اور بے داری کے ساتھ گذاری، جیسے بیماری تمہیں نہیں مجھے لگ گئی ہو، تمہاری موت سے میں ڈرتا رہا اور تم نے میرا بدلہ سخت روئی اور سخت گوئی سے دیا۔ اس طرح کے بہت سارے اشعار احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں، جن کی سند پر اعتراض کیا گیا ہے، سخاوی نے مقاصد حسنہ میں اس کے ایک راوی مکندر کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی یادداشت کے حوالہ سے انہیں ضعیف قرار دیا گیا ہے، حالاں کہ وہ اصلا صدوق ہیں، شیخ البانی نے مکندر بن محمد بن مکندر کو لین الحدیث کہا ہے، عبید بن کلصہ کے حوالہ سے تقریب میں ایسا ہی لکھا ہے، مگر اس کا آخری جملہ " انت ومالک لابیک " صحیح ہے اور اس کے متابع اور شواہد موجود ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین پر حسب ضرورت مال بھی خرچ کرنا چاہیے، لیکن اب صورت حال اس قدر بدل گئی ہے کہ والدین بچوں کے لیے سب کچھ نثار کر دیتے ہیں، لیکن انہیں بڑھاپے میں تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، محبت کے دو بول سننے کے لیے وہ ترس جاتے ہیں، ان کی خبر گیری اور تنہائی میں ان کا مونس و مددگار کوئی نہیں رہتا، بلکہ اب مغربی ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی اولڈ ایج ہوم (بیت الضعفاء) نے رواج پانا شروع کر دیا ہے، والدین بچوں کے لیے سب کچھ کر گزرتے ہیں، لیکن بچے اور بچیوں کی بے اعتنائی پر ان کا دل خون کے آنسو روتا ہے اور وہ زبان حال سے یہ پوچھتے ہیں "بتا! کیا کیا تو نے میرے لیے"۔

اچھی باتیں

''نئی بنیادیں وہی لوگ رکھ سکتے ہیں جو اس راز سے واقف ہوں کہ پرانی بنیادیں کیوں بیٹھ گئی تھیں ☆ عاجزی یہ ہے کہ انسان دوسروں کے اندر ایک برائی دیکھے تو اسے اپنی دس برائیاں یاد آ جائے ☆ انسان کے جسم کا سب سے خوبصورت حصہ دل ہے، اگر یہی صاف نہ ہو تو چمکتا چہرہ کسی کام کا نہیں ☆ دو چیزیں اپنے اندر پیدا کرلو، چپ رہنا اور معاف کرنا، کیوں کہ چپ رہنے سے بہتر کوئی جواب نہیں اور معاف کر دینے سے بہتر کوئی انتقام نہیں ☆ دنیا میں سب سے خوبصورت پودا محبت کا ہوتا ہے جو زمین میں نہیں دلوں میں اگتا ہے ☆ مجھے زندگی کا اتنا تجربہ تو نہیں، لیکن سنا ہے کہ سادگی میں لوگ جینے نہیں دیتے۔'' (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

'' آخر سیاسی بحثوں کے دوران ہم کیوں اپنا آپا کھو رہے ہیں، ہماری سیاسی ذہانت آخر کس غار میں بند ہو گئی ہے، زندگی کے سارے دکھ درد جن کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے، اکثر وہ ہی سیاسی بحثوں میں الجھتے ہیں، ورنہ بحث کرنے کے لئے اور بھی کئی موضوعات ہیں، مہنگائی بے روزگاری، بڑھتی نفرت، گھٹتی محبت اور رحم، لیکن ان سب کی کسی کو نہ پرواہ ہے اور نہ فکر، اس لیے سیاسی بحثیں کرتے پھرتے ہیں، پھر سیاست میں مذہب آ جاتا ہے، فرقہ واریت آتی ہے، ذات پات اور ان کے اندر چھپے خاندان سامنے آ جاتے ہیں، یہیں سے تمام طرح کی برائیاں جنم لیتی ہیں، پھر کوئی سپاہی چلتی ٹرین میں چار لوگوں کو بھون ڈالتا ہے۔'' (دینک بھاسکر، نوئیت گرجر، ۲ر اگست ۲۰۲۳ء)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

بے پردگی، انسانی شرافت کے خلاف

’’اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادر کی گھونگھٹ ڈال لیا کریں، اس سے امید ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی تو ان کو تکلیف نہیں پہونچائی جائے گی اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والے اور بڑے مہربان ہیں‘‘ (سورۃ الاحزاب، آیت:۵۹)

مطلب: پردہ عورت کی عزت وناموس کا نگہبان ہے، اگر حیا گئی تو سب کچھ گیا، پھر نہ عزت وآبرو محفوظ رہے گی اور نہ ہی انسانیت کی اعلیٰ اخلاقی قدریں باقی رہیں گی، اس لئے دنیا کی تمام مہذب قوموں نے بے پردگی کو فحاشی و بے حیائی کا زینہ قرار دیا ہے اور اس کے سد باب کے لئے دور دور تک پہرے بٹھائے، تاکہ گوہر آبدار ناپاک نظروں کی ہوس سے آلودہ نہ ہوں، اس لئے خالق کائنات نے عورتوں کو بلاضرورت گھر سے نکلنے سے منع کیا، ہاں اگر وہ کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلیں تو ایسا گھونگھٹ استعمال کریں جس سے گذرنے والوں کو چہرہ نظر نہ آئے اور لوگ سمجھ جائیں کہ یہ شریف عورت ہے، بے حیا نہیں ہے، اس لئے کوئی ان سے تعرض نہ کرے، کیونکہ اللہ نے صنف نازک میں کچھ ایسی کشش رکھی ہے کہ بسا اوقات مرد اس کی بناوٹ وسجاوٹ اور فطری حسن پر فریفتہ ہوجاتا ہے اور دل میں اس کے تعلق سے برے خیالات پروان چڑھنے لگتے ہیں، اس لئے عورتوں سے کہا گیا کہ بے پردہ مت پھرا کرو تاکہ کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔

آج مغربی تہذیب نے آزادی نسواں کے نام پر عورتوں کو ننگا کردیا ہے، ان کی صنفی حیثیت کے تار پودے بکھر دیئے جس کی وجہ سے جنسی بے راہ روی اور حرام کاری کی شرح میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے، جس سے ہندوستان بھی متاثر ہوا، ہندوستان کی ایک تحقیقاتی ایجنسی نے اپنے سروے میں بتایا کہ ہمارے ملک میں ہر ۴۰/منٹ پر ایک عورت کی عصمت دری ہوتی ہے، ہر گھنٹہ میں ایک عورت جنسی استحصال کا شکار ہوتی ہے، ہر ۲۵/منٹ پر چھیڑ خوانی کا واقعہ رونما ہوتا ہے، جو آزاری کا باعث ہے، بہت سی واردات اس طرح انجام دی جاتی ہیں، جسمیں ثبوت کا نام ونشان مٹادیا جاتا ہے، پھر متاثرہ خاتون سماج میں شرمندگی کے سبب ان واقعات کو خاموشی سے ہضم کرجاتی ہے، لیکن جب یہی حادثہ طشت ازبام ہوتا ہے تو اس کے خلاف پورا ملک اٹھ کھڑا ہوتا ہے، ۲۰۱۲ء میں دہلی کی ایک طالبہ دامنی کے ساتھ رونما ہوا، ۲۰۱۳ء میں ممبئی کے پریل علاقہ میں ایک ۶/سالہ لڑکی کے ساتھ پیش آیا، پورے ملک میں ہل چل مچ گئی، حکومت سے لے کر صحافت کے میدان میں زلزلہ آگیا، قانون سازی ہونے لگی، اگر ان واقعات کے رونما ہونے سے پہلے صدیوں پرانی مشترکہ تہذیبی وراثت کو اختیار کیا جاتا اور اسلام نے پردہ کا جو پاکیزہ تصور پیش کیا ہے، اس کو اختیار کیا جاتا تو نہ واویلا مچتا اور نہ قانون وضع ہوئے، ان سب چیزوں کے ہونے کے باوجود ہم سب پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے، غور کیجئے کہ کرناٹک کی مسلم بچی مسکان اور ممبئی میں مراٹھا کالج کی طالبات حجاب وپردہ کے ساتھ کالج جاتی ہے تو اس کا احترام کرنے کے بجائے ناعاقبت اندیش عناصر اس کو بے پردہ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ہمارے ملک کا دستور ہر شخص کو مذہبی آزادی دیتا ہے تو پردہ کرنا اس کا مذہبی حق بھی ہے اور آئینی حق بھی اس کی مخالفت کرنا، روک ٹوک کرنا یہ سب غیر آئینی ہے اور اس طرح کی بچیوں کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھنا انسانی شرافت کے خلاف ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی ماں، بہن اور بیٹیوں کو بے پردگی سے بچائیں اور مادہ پرستی کے فیشن کو ہرگز قبول نہ کریں، اللہ ہم سب کا حامی ومددگار رہے۔

انسانی کردار کو بلند کرنے والی خوبیاں

’’حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ’’تین خوبیاں ایسی ہیں کہ جس شخص میں پائی جائیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر پردہ پھیلا دیں گے اور اسے جنت میں داخل کردیں گے، بشرطیکہ وہ مومن ہو، وہ تین خوبیاں یہ ہیں: (۱) کمزوروں سے نرمی کرنا۔ (۲) والدین سے شفقت کرنا۔ (۳) اپنے ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا‘‘ (ترمذی شریف)

وضاحت: اللہ رب العزت نے ہر انسان کو معزز ومحترم پیدا کیا اور معاشرہ میں ان کے لئے بنیادی حقوق عطا کئے، اس لئے یہ کسی انسان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ دوسروں کی عزت نفس کو ٹھیس پہونچائے یا اس کی عزت وآبرو پر حملہ کرے، اس لئے مذکورہ حدیث میں فرمایا گیا: جس انسان کے اندر یہ تین خوبیاں ہوں گی وہ اعلیٰ درجہ کا انسان تصور کیا جائے گا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیوب پر پردہ فرمائیں گے اور اگر وہ مومن ہے تو ان کو ان خوبیوں کے سبب جنت میں داخل کریں گے، اول یہ کہ کمزوروں اور پریشان حال انسانوں کے ساتھ لطف وکرم کرنے والا شخص باکمال شخص ہوگا، کیونکہ کسی سے نرمی اور محبت سے بات چیت کرنا انسانی اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہے، اس سے آپس کے تعلقات خوشگوار ہوتے ہیں اور محبت ویگانگت پیدا ہوتی ہیں، اگر کوئی بدخلق ہے تو مومن کو کشادہ دل ہونا چاہئے، ان کے عیوب کی وجہ سے کنارہ کشی اختیار نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی ان کے ساتھ سختی سے پیش آنا چاہئے، دوسرے ایسی اولاد جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، کیونکہ والدین اولاد کے سب سے بڑے محسن، ہمدرد وغم گسار ہوتے ہیں، ان کی پرورش وپرداخت میں والدین نے بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں، اس لئے جب اولاد سن شعور کو پہونچ جائیں، تو ان پر لازم ہے کہ وہ والدین کی تعظیم وتکریم کریں، گفتگو میں نرمی برتیں، انہیں عظمت ومحبت کی نگاہوں سے دیکھیں اور ان کی خدمت کو عبادت سمجھیں، اس سے اولاد کی عمر میں برکت اور زندگی میں ترقی وخوش حالی آئے گی، انہیں بنیادوں پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد ماں باپ کے حقوق رکھے، اپنی عبادت اور وحدانیت کے اقرار کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور تیسرا خوش نصیب وہ انسان ہے جو اپنے ماتحتوں پر دست شفقت پھیرتے ہیں، ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرتے ہیں، اس سے انسان کی قدر ومنزلت میں اضافہ ہوتا ہے، اس لئے اگر آپ کے ماتحتوں سے کبھی کوئی ناگہانی غلطی سرزد ہوجائے تو تحمل وبردباری سے کام لیجئے، فوراً غصہ میں آکر آپے سے باہر نہ ہوئیے اور نہ ہی انتقامی جذبے سے انہیں نقصان پہونچایئے، ہاں! اگر اس سے کوئی ناقابل معافی غلطی صادر ہوگئی تو تنبیہ ضرور کیجئے اور اصلاح حال کا موقع فراہم کیجئے، روایتوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت انسؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام سے بھیجا تو وہ باہر بچوں کے ساتھ کسی کام میں مشغول ہوگئے، دیر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لائے اور ان کی گردن پکڑلی، انہوں نے مڑکر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس! جاؤ جہاں میں نے تمہیں حکم دیا ہے، کرکے آؤ، یہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق، آپ بھی اسوہ رسولؐ کے مطابق اپنے ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کیجئے، یہ تین خوبیاں ایسی ہیں، جن سے انسان کا کردار بلند ہوتا ہے اور معاشرہ وسماج میں وہ عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، اس لئے ہر صاحب ایمان کو ان اوصاف کا حامل ہونا چاہئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

عدت کی شرعی حیثیت

س: عدت کسے کہتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج: آثار نکاح ختم ہوجانے کے لئے شریعت نے عورت کے واسطے جو مدت مقرر کی ہے اس کا نام عدت ہے: ”فالعدة فی عرف الشرع اسم لاجل ضرب لانقضاء مابقی من اٰثار النکاح“ (بدائع الصنائع: ۳/۳۰۰) قرآن وسنت کی روشنی میں امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شوہر کی موت، یا طلاق یا خلع یا شرعی طریقہ پر فسخ نکاح کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائیگی ہونے پر عورت کے لئے عدت واجب (فرض) ہے: ”والعدة واجبة من یوم الطلاق ویوم الموت وذالک لقول اللہ تعالیٰ والمطلقٰت یتربصن الخ“ (شرح مختصر الطحاوی: ۵/۲۴۸)

عدت کی مدت

س: عدت کی مدت کیا ہے؟ تفصیل سے وضاحت فرمائیں۔

ج: عدت دو وجہوں سے واجب ہوتی ہے: (۱) شوہر کی موت کی وجہ سے (۲) طلاق، خلع یا فسخ نکاح کی وجہ سے۔

اگر شوہر کے انتقال کے وقت بیوی حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل (Delivery) ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ“ (سورة الطلاق: ۴)

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حاملہ عورت خواہ طلاق یافتہ ہو یا شوہر کا انتقال ہوگیا ہو اس کی عدت وضع حمل ہے: ”(وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) محمول علی عمومه فی المطلقات والمتوفیٰ عنهن ازواجهن“ (الجامع لاحکام القرآن: ۳/۱۷۵) اور اگر حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت شوہر کے انتقال کی صورت میں چار ماہ دس دن ہے، خواہ میاں بیوی میں خلوت صحیحہ ہوئی ہو یا نہیں: ”وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا“ (سورة البقرة: ۲۳۴) اور اگر زوجین کے درمیان طلاق، خلع یا فسخ نکاح کے ذریعہ جدائی ہوئی ہو اور میاں بیوی میں خلوت صحیحہ (تنہائی ویکجائی) نہ ہوئی ہو تو ایسی صورت میں بیوی پر عدت نہیں ہے: ”يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا“ (سورة الاحزاب: ۴۹) اور اگر خلوت صحیحہ کے بعد جدائی ہوئی ہو اور بیوی حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے: ”وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ“ (سورة الطلاق: ۴) اور اگر حاملہ نہ ہو اور اس کو حیض آتا ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے: ”وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ“ (البقرة: ۲۲۸) اور اگر حیض نہ آتا ہو خواہ عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے یا کم عمری کی وجہ سے تو اس کی عدت تین ماہ ہے: ”وَ الّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّ الّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ“ (سورة الطلاق: ۴)

عدت کی چند پابندیاں

س: عورت عدت کہاں گزارے گی؟ دوران عدت کسی دوسرے سے نکاح اور زیب وزینت کا کیا حکم ہے؟

ج: (۱) عورت مطلقہ ہو یا بیوہ عدت اسی گھر میں گزارے گی جہاں وہ شوہر کے ساتھ رہتی تھی، بلا عذر شرعی اور بغیر کسی شدید ضرورت کے وہ گھر سے باہر نہیں نکل سکتی، البتہ اگر کسی وجہ سے شوہر کے گھر عدت گزارنا مشکل ہو تو اپنے میکہ یا کسی دوسری جگہ عدت گزار سکتی ہے اور کوئی شدید ضرورت ہو تو ضرورت کے مطابق گھر سے باہر جاسکتی ہے، لیکن رات بہر حال اپنے گھر ہی گزارنا ہوگا: ”يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ“ (سورة الطلاق: ۱) (تعتدان) ای معتدة طلاق وموت (فی بیت وجبت فیه) ولاتخرجان منه (الا ان تخرج او ینهدم المنزل او تخاف) انهدامه او (تلف مالها او لاتجد کراء البیت ونحو ذالک من الضرورات تخرج لاقرب موضع الیه“ (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۵/۲۲۵، فصل فی الحداد)

(۲) عدت کے دوران کسی دوسرے آدمی سے نکاح شرعاً جائز نہیں ہے، ایسا نکاح قطعاً معتبر نہیں ہوتا، اگر کوئی عورت عدت کے درمیان کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرتی ہے تو شرعاً وہ نکاح باطل اور غیر معتبر قرار پائے گا: ”وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ“ (سورة البقرة: ۲۳۵)

(۳) عدت گزارنے والی (خواہ بیوہ ہو یا مطلقہ بائنہ) کے لئے دوران عدت بناؤ، سنگار اور زیب وزینت مثلاً خوشبو لگانا، پان کھانا، مہدی اور سرمہ لگانا، خوشبودار تیل وغیرہ لگانا اسی طرح زیادہ چمک دمک والا کپڑا پہننا ممنوع ہے: ”عن حفصة عن ام عطیة رضی اللہ عنها قالت کنا ننهیٰ ان نحد علی میت فوق ثلٰث الا علی زوجه اربعة اشهر وعشرا ولانکتحل ولانطیب ولانلبس ثوبا مصبوغا الا ثوب عصب“ (صحیح بخاری: ۲/۸۰۴)

عدت کے قانون کو ختم کرنا

س: کیا عدت کے قانون کو ختم کرکے عورت کو عدت گزارنے سے آزاد کیا جاسکتا ہے؟

ج: عدت کا قانون انسان کا بنایا ہوا قانون نہیں ہے کہ جب چاہیں اس کو بدل دیں، یا ختم کردیں، بلکہ یہ احکم الحاکمین کا بنایا ہوا قانون ہے، جس کی پوری تفصیل پروردگار عالم نے قرآن کریم میں بیان کردی ہے، اس میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی یا تنسیخ قیامت تک نہیں ہوسکتی، کیوں کہ یہ اختیار خود صاحب قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں تھا: ”وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَاۤ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ“ (سورة یونس: ۱۵) اگر کوئی اس قانون کو بدلتا ہے تو وہ قانون پر بہت بڑا ظلم شمار ہوگا، جو کسی حال میں بھی قابل قبول نہیں ہوگا اور مسلمانوں پر لازم وضروری ہوگا کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کے قانون پر عمل کرے اور اس کے خلاف کوئی بھی قانون تھوپا جائے تو اس کو بالکل مسترد کردے، کسی ایمان والی اللہ کی بندی کے لئے جائز نہیں ہوگا کہ وہ قانون خداوندی کے علاوہ کسی باطل قانون کا سہارا لے کر اپنے اوپر ظلم کرے اور ضلالت وگمراہی کے دلدل میں پھنسے: ”وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا“ (سورة الاحزاب: ۳۶) ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 29 مورخہ ۱۹/محرم الحرام ۱۴۴۵ھ مطابق ۷/اگست ۲۰۲۳ء روز سوموار

امتحان کی تیاری

اس دنیا کو اللہ رب العزت نے امتحان گاہ بنایا ہے، اس نے موت وحیات کو اسی لیے پیدا کیا کہ جانا جائے کہ عمل کے اعتبار سے کون اچھا ہے، دنیا کو آخرت کی کھیتی بھی کہا گیا ہے اور اسے ایسے مردار سے تعبیر کیا گیا ہے جو کتے کی طلب ہوتی ہے، یہاں کی شادابی اور رونق، مال واولاد سب آزمائش اور فتنہ پیدا کرنے والی ہیں، جو ادھر متوجہ ہوگیا اور دنیا کی چکا چوند میں کھو گیا، حلال وحرام کی تمیز کھو دیا اور دنیاوی جاہ ومنصب اور عزو جاہ کی وجہ سے اللہ کو فراموش کر بیٹھا وہ اس امتحان میں فیل ہوگیا، نامرادی اور ناکامیابی اس کا مقدر بن گئی۔

امتحان کا لفظ سنتے ہی طلبہ کا ذہن پریشان ہوجاتا ہے۔ کیوں کہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ کس قسم کے سوالات کا سامنا انہیں کرنا پڑیگا، جوابات کے لیے اوقات بھی متعین اور محدود اور امتحان گاہ بھی تنگ، پہلے طلبہ کتابوں سے تیاری کرتے تھے، پھر اساتذہ نوٹس لکھا دیا کرتے تھے، سوالات دس پانچ سال کے حل کرا دیتے تھے، اب اس کی بھی ضرورت نہیں ہوتی، چھپے ہوئے نوٹس اور گیس پیپر نے امتحان کے مراحل کو نسبتاً آسان کردیا ہے، اور گھبراہٹ ودہشت میں تھوڑی کمی آئی ہے، لیکن اب بھی امتحان کا موسم آتے ہی ذہن ودماغ پر یہی فکر چھائی رہتی ہے کہ ہمارا کیا ہوگا۔ کیوں کہ امتحان کے وقت انسان یا تو قابل تعظیم ٹھہرتا ہے یا ذلت اس کا مقدر بنتی ہے۔

لیکن اللہ رب العزت کی کرم فرمائی اور اس کی بے پایاں رحمتوں کا تصور کیجئے، اس مالک نے امتحان کی مدت گھنٹوں اور منٹوں میں مقرر نہیں کیا، اس نے انسانوں کو ایک لمبی عمر عطا فرمائی، پوری دنیا کو امتحان گاہ بنا دیا، قرآن کریم جیسی کتاب عطا فرمائی جو لوگوں کی ہدایت اور زندگی میں پیش آنے والے ہر قسم کے حالات کا سامنا کرنے کے لیے ہمیں تیار کرتی ہے، پھر اس کتاب ہدایت کو قولی اور عملی طور پر سمجھانے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور علماء کرام کے ذریعہ مختلف ادوار کے لیے ایسا انتظام فرمایا کہ جب چاہیے سمجھ لیجئے، دیکھ کر سمجھئے، علماء سے پوچھ کر عمل کر لیجئے، کوئی دارو گیر اور اخراج نہیں ہے، پوری مدت گذارنے کے اور وقت فراہم کرنے کے بعد جب اس دنیا سے کوچ کرے گا تو اب اسے ان سوالات کے جوابات دینے ہوں گے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی آؤٹ کردیا تھا۔

دنیاوی امتحان میں سوالات آؤٹ ہوجائیں تو امتحان رد ہوجاتا ہے، اللہ رب العزت کی رحمت تو دیکھئے اس نے سوالات خفیہ نہیں رکھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ تین سوال قبر میں ہوں گے اور پانچ سوال قیامت کے دن، تین سوال جو قبر میں ہوگا وہ رب، دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بارے میں ہوگا، تمہارا رب کون ہے، تمہارا دین کیا ہے، اور اس ذات اقدس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ جس نے دنیاوی امتحان گاہ کو احکام خدا اور رسول کی روشنی میں برتا ہوگا، اور زندگی کتاب ہدایت کے مطابق گذاری ہوگی، وہ ان سوالوں کا صحیح جواب دے گا، اس کے لیے جنت کی کھڑکیاں کھول دی جائیں گی، اور فرشتہ کہے گا کہ سو جا، جیسی دلہن اطمینان کے ساتھ سوتی ہے، اور جس نے امر خداوندی کی ان دیکھی کی ہوگی وہ کہے گا کہ ھا ھا لا ادری، افسوس میں کچھ نہیں جانتا، بس یہیں سے امتحان کے نتیجے کا آغاز ہوجائے گا، جہنم کی کھڑکیاں کھول دی جائیں گی اور مختلف قسم کے عذاب اس پر مسلط کردیے جائیں گے، پھر ایک طویل وقفہ کے بعد جسے اللہ ہی جانتا ہے، دوسرا امتحان شروع ہوگا، اس کے بھی سوالات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آؤٹ کردیے ہیں، یہ قیامت کا دن ہوگا اور انسان اس وقت تک میدان حشر سے ٹل نہیں سکے گا، جب تک ان پانچ سوالوں کا جواب نہ دیدے، عمر کن کاموں میں لگایا، جوانی کن کاموں میں صرف کیا، مال کس ذریعہ سے کمایا، اور کہاں خرچ کیا اور جو علم حاصل کیا اس پر کس قدر عمل کیا۔

ان سوالوں کی روشنی میں ہمیں اپنی زندگی اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہماری عمر فضولیات اور منکرات میں تو نہیں لگ رہی ہے، جوانی اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے اس کا غلط مصرف تو نہیں لیا جارہا ہے، مال کے حصول کے لیے ان طریقوں کا استعمال تو ہم نہیں کررہے ہیں، جو جائز اور حرام ہیں، اسراف اور فضول خرچی، دکھاوے، آتش بازی میں مال کو خرچ تو نہیں کیا جارہا، جن لوگوں کے پاس علم ہے وہ اس کی روشنی میں اعمال کا جائزہ لیں کہ ہمارا عمل تو کہیں علم کے خلاف نہیں ہے، دنیا میں زندگی اگر صحیح انداز میں گذاری ہوگی تو ان سوالوں کے جوابات آسان اور مرضی مولیٰ کے مطابق ہوں گے تو اس کا حساب کتاب آسان ہوگا اور رزلٹ داہنے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا، تو وہ خوش خوش لوٹے گا، اور جو ان سوالات کے جوابات مرضی مولیٰ کے مطابق نہیں دے گا، اس کو پشت کی جانب سے بائیں ہاتھ میں رزلٹ دیا جائے گا، یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ وہ ناکام ہوگیا، اور دنیاوی زندگی میں اموال واولاد نے اسے اللہ کے ذکر سے غافل کردیا اب وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔ اس لیے قبل اس کے کہ ہمارے امتحان کی تیاری کا وقت پورا ہوجائے، ہمیں اپنی تیاری پوری کر لینی چاہیے اور زندگی اس کتاب کے بتاتے ہوئے طریقہ کے مطابق گذارنی چاہیے؛ تاکہ قبر کے تین اور میدان حشر کے پانچ سوال کے جوابات میں ہمیں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

قتل وغارت گری کی گرم بازاری

ہندوستان میں مودی دور حکومت میں نفرت کی سوداگری کو جس طرح رواج ملا اور مسلمانوں کے خلاف شعلہ بار تقریروں کا جو سلسلہ شروع ہوا، اس نے ہندوستان کی فرقہ وارانہ یک جہتی اور گنگا جمنی تہذیب کو اس قدر نقصان پہونچایا کہ صدیوں میں اس کو پاٹنا اور خون کے دھبوں کو دور کرنا ممکن نہیں ہوگا، خون کے یہ دھبے برسات کے پانی سے دھوئے نہیں جاسکتے، اور نفرت کی اس سوزش نے قتل وغارت گری کا جو بازار گرم کیا ہے، اس سے نمٹنا آسان نہیں ہوگا، ابھی چند دنوں قبل ہریانہ کے نوح اور گروگرام میں جو فساد پھوٹا اور گروگرام میں مسجد میں آگ لگا کر اور امام کو مار مار کر جس طرح شہید کیا گیا اس نے ہندوستان کی سیکولر عوام کو اندر سے ہلا کر رکھ دیا ہے، اس کے بعد جے پور سے ممبئی جارہی ٹرین میں چن چن کر قانون کے محافظ چیتن سنگھ کے ذریعہ قتل کرنا تاریخ کا بدترین واقعہ ہے، جسے برسوں بھلایا نہیں جاسکے گا۔

اس واقعہ پر گودی میڈیا حسب معمول قسم قسم کی توجیہات کررہی ہے، چیتن سنگھ ذہنی طور پر دباؤ میں تھا، اس کی افسر سے جھڑپ ہوگئی تھی وغیرہ وغیرہ، لیکن جو ویڈیو کلپ اس موقع کی سوشل میڈیا پر گردش کررہی ہے، اس میں وہ گولی مارتے وقت پاکستان سے آیا ہے، کہہ رہا ہے، پھر وہ تابڑتوڑ مسافروں پر گولیاں نہیں چلا رہا ہے، چن چن کر مسلمانوں کو نشانہ بنا رہا ہے۔ کوچ کے دوسرے مسافر نہ تو اسے روک رہے ہیں اور نہ ہی اسے دبوچ رہے ہیں، بلکہ اطمینان سے تماشہ دیکھ رہے ہیں، جیسے انہیں یقین ہو کہ یہ جی آر ایف کا جوان اس کے ساتھ کچھ نہیں کرے گا۔ ایسی بے حسی جب کسی ملک کے شہریوں پر طاری ہوجائے تو اس ملک میں محبت ناپید ہوجاتی ہے اور نفرت کی کھیتی لہلہانے لگتی ہے۔

گروگرام کے واقعہ میں پولیس کی موجودگی میں دو سو کی بھیڑ مسجد پر حملہ آور ہوتی ہے، امام مسجد حافظ سعد کو پہلے مار مار کر شہید کرتی ہے، پھر پٹرول چھڑک کر مسجد کو آگ لگا دیتی ہے، پولیس خاموش تماشائی بنی رہتی ہے، اور پھر موقع سے فرار ہوجاتی ہے، نہ تو مسجد کو بچانے کی کوئی کوشش کرتی ہے اور نہ ہی امام کو بچانے کی، گویا قانون کے محافظ کے ذہن میں بھی نفرت گھس گئی ہے، اور وہ بھی دنگائیوں کے ساتھ ہو جارہے ہیں۔

نوح فساد کا اصل مرکز تھا، جسے بجرنگ دل کے علاقائی لیڈر مونو مانیسر نے ویڈیو کلپ بھیج بھیج کر بھڑکانے کا کام کیا، مونو مانیسر 15 فروری 2023 کو بھوانی میں جنید وناصر کو گاڑی میں زندہ جلانے کا فراری ملزم ہے، اس کا اصلی نام موہت یادو ہے، بجرنگ دل کا علاقائی لیڈر ہے، سیاسی آقاؤں کے اشارے پر اب تک اس کی گرفتاری نہیں ہوسکی ہے اور وہ کسی خفیہ مقام سے لوگوں کو فساد کرنے پر اکسا رہا ہے، سپریم کورٹ کی واضح ہدایت کے باوجود بجرنگ دل کے لوگ تھانہ کے سامنے مسلمان کرایہ داروں، حجاموں، ریڑھی اور ٹھیلہ والوں کو نکالنے کے نعرے لگا رہے ہیں اور پولیس گیٹ بند کرکے خاموش کھڑی ہے، یوسی سی کے مسئلہ پر ناکامی کے بعد بھاجپا کے پاس اب یہی ''مدّا'' رہ گیا ہے کہ فساد بھڑکا کر مسلمانوں میں خوف پیدا کرو اور اکثریتی رائے دہندگان کو متحد کرلو، اس کا مطلب ہے کہ یہ صرف ٹرائل ہے پوری فلم آنی ابھی باقی ہے۔

ان حالات میں متحدہ حکمت عملی تیار کرنے اور اس کو نافذ کرنے کی ضرورت ہے، ورنہ ہم کب تک مسلمانوں کی لاشیں اٹھاتے رہیں گے، قانون کے دائرہ میں رہ کر ہمیں کچھ پالیسی تیار کرنی ہوگی، مسئلہ کا حل یہ نہیں ہے کہ ہم بے گناہ قیدیوں کی رہائی اور ان کے مقدمات لڑنے پر اپنی توانائی صرف کریں، یہ ایک کام ہے اور اس محاذ پر بھی محنت ہونی چاہیے، لیکن مسئلہ کا حل یہ ہے کہ ہم حکومت کو یہ باور کرائیں کہ

ظلم پھر ظلم ہے، بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا

یا پھر یہ کہ

جب ظلم گذرتا ہے حد سے قدرت کو جلال آجاتا ہے
فرعون کا سر جب اٹھتا ہے موسیٰ کوئی پیدا ہوتا ہے

ملحقہ مدارس میں نئی مجلس منتظمہ کے ضابطے

مدارس ملحقہ میں نئی مجلس منتظمہ کی تشکیل کے قواعد وضوابط کو عام کیا گیا ہے، اسی کے مطابق نئی مجلس منتظمہ تشکیل دی جائے گی، اس ضابطہ میں بہت ساری خامیاں ہیں، جس کی طرف سرکار کی توجہ امارت شرعیہ نے مبذول کرائی تھی، اس ضابطہ کے اعتبار سے مجلس منتظمہ کا صدر، سکریٹری، ڈونرز (عطیہ دہندگان) میں سے ہی کوئی ہوسکتا ہے اور عطیہ دس ہزار روپے کافی ہے، ان دنوں دس ہزار روپے کی جو اہمیت ہے، اس سے دنیا واقف ہے، اس رقم کو لاکھ سے اوپر ہی ہونا چاہیے، پھر ڈونرز میں سے زمین جس نے دیا ہے اس کے بارے میں ضابطہ بالکلیہ خاموش ہے کہ ڈونر جس نے زمین دیا وہی سمجھا جائے گا یا یہ صفت ان کے وارثوں تک بھی متعدی ہوگی اور بیٹا پوتا پرپوتا ناتی پرناتی وغیرہ بھی ڈونر کی موت کے بعد صدر اور سکریٹری بننے کے مجاز ہوں گے، یا زمین دہندگان کی موت کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا، اگر پوتا، پرپوتا وغیرہ بھی اس زمرے میں آئے گا تو مدارس کی حالت دگرگوں اور مزید خستہ ہوجائے گی۔

ضابطہ میں تعلیم سے "دلچسپی" رکھنے والے کو ممبر چننے کی بات بھی کہی گئی ہے، "دلچسپی" کا پیٹ اتنا بڑا ہے کہ اس میں کوئی بھی سما سکتا ہے، رہ گئی فوقانیہ کی سند اس کا وقار، اعتبار اور اس کے حاملین کی صلاحیت آج کے دور میں اظہر من الشمش ہے، ایسے لوگ علمی اور تعلیمی رہنمائی کس طرح کرسکیں گے، مدرسہ بورڈ ایکٹ میں بھی چیئرمین بننے کے لیے مطلوبہ اوصاف کے ساتھ "دلچسی" کا لفظ موجود ہے، اس دلچسپی کے پیٹ سے کیسے کیسے چیئرمین نے اس عہدہ کو عزت بخشی اور مدارس ملحقہ کا جو حشر ہوا اس کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں ہے۔

کمیٹی میں بورڈ نمائندہ کی حیثیت سے ضلع ایجوکیشن افسر کی نامزدگی پر بھی پہلے اعتراض درج کرایا گیا تھا ضلع ایجوکیشن افسر کے بورڈ نمائندہ ہونے کی وجہ سے مدارس ملحقہ کی منتظمہ بالکل بے اثر ہو کر رہ جائے گی اور اس کا اقلیتی کردار بھی مجروح ہوگا، تنخواہ کی ادائیگی پہلے سے اس کے ہاتھ میں ہے، مدارس کی جانچ اور معائنہ کا حق محکمہ تعلیم نے اسے پہلے ہی دے رکھا ہے؛ بلکہ اب تو اپر چیو کے کے پاٹھک خود بھی مدارس کا معائنہ کررہے ہیں، ایسے میں ڈی ای او کا مجلس منتظمہ کا رکن ہونا بڑے مسائل پیدا کرے گا، سرکار کو ان امور پر از سر نو غور کرکے اسے قابل عمل بنانا چاہئے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا سید طاہر حسین گیاویؒ

نامور عالم دین، ممتاز مناظر اسلام، ترجمان حق وصداقت، بے مثال خطیب، برجستہ گو اور حاضر جواب، جامع مسجد امروہہ کے فارغین میں گل سرسبد، ماہر علم کلام، مصنف کتب کثیرہ، بانی دار العلوم حسینیہ پلاموں مولانا سید طاہر حسین گیاوی کا 10 جولائی 2023 مطابق 21 ذی الحجہ 1444ھ روز سوموار پونے بارہ بجے دوپہر آرہ ضلع بھوجپور میں انتقال ہو گیا، وہ برسوں سے صاحب فراش تھے۔ 11 جولائی 2023 کو جنازہ کی نماز ان کی وصیت کے مطابق ان کے داماد مولانا ولی اللہ ولی نے پڑھائی، مولانا ولی اللہ احد کے قریب ایک مسجد کے امام ہیں، مدینہ منورہ میں قیام ہے، اللہ نے سہولت بہم پہونچائی اور وہ وقت پر مدینہ سے تشریف لے آئے، بعد نماز مغرب ولی گنج حویلی مسجد آرہ میں ہزاروں معتقدین کی موجودگی میں انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی، تدفین آرہ کے روضہ گنج قبرستان میں ہوئی، پس ماندگان میں اہلیہ، چار لڑکے مولانا عبد الغافر، مولانا عبد الناصر، عبد القادر، عبد الظاہر، اور پانچ لڑکیاں شامل ہیں، مولانا عبد الغافر دار العلوم حسینیہ پلاموں اور مولانا عبد الناصر دار العلوم حسینیہ لوہردگا کے ناظم ہیں۔ مولانا کوئی چالیس سال قبل ہی کوچ بلاک واقع اپنے آبائی وطن کابرگاؤں سے نقل مکانی کر کے آرہ کے سندیش تھانہ علاقہ میں منتقل ہو گیے تھے، یہاں انہوں نے آرہ کے ولی گنج محلہ میں اپنا مکان بنالیا تھا اور آخری سانس یہیں لی۔

ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب سے حاصل کرنے کے بعد ابو المحاسن مولانا محمد سجاد بانی امارت شرعیہ کے قائم کردہ مدرسہ انوار العلوم گیا میں داخلہ لیا اور عربی سوم تک کی تعلیم یہاں پائی، وہاں سے مدرسہ مظہر العلوم بنارس چلے گیے، متوسطات کی کتابیں یہیں پڑھیں ایک سال مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور میں بھی گذارا۔ 1967 مطابق 1386ھ میں دار العلوم دیو بند میں داخل ہوئے۔ دو سال تعلیمی سلسلہ جاری رہا، لیکن ہفتم کے سال 1969 میں طلبہ کے اسٹرائک کی قیادت میں نامور ساتھیوں مولانا نور عالم خلیل امینی، مولانا اعجاز احمد شیخو پوری رحمہما اللہ کے ساتھ آپ بھی انتظامیہ کی نظر پر چڑھ گئے چنانچہ آپ کا اخراج ہو گیا، مولانا سید فخر الدین صاحبؒ کے مشورہ سے جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ میں دورہ حدیث میں داخلہ لیا اور 1970 مطابق 1399ھ میں یہیں سے فراغت پائی تعلیمی اسناد کے اعتبار سے آپ الٰہ آباد بورڈ سے عالم فاضل اور جامعہ اردو علی گڈھ سے ادیب کامل بھی تھے۔

تدریسی زندگی کا آغاز جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس سے کیا، کم وبیش نو سال بنارس کے مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ 1984ء مطابق 1404ھ میں انہوں نے دار العلوم حسینیہ کے نام سے پلاموں میں ایک مدرسہ قائم کیا، اسے پروان چڑھانے کے لیے کوشاں رہے، مگر مناظرہ، خطابت اور مختلف قسم کے اسفار کی وجہ سے وہ اپنی پوری توجہ ادھر مرکوز نہیں کر سکے، اس لیے ادارہ کی اپنی کوئی شناخت نہیں بن سکی۔

تقریر اور مناظرہ کی بے پناہ صلاحیت کے ساتھ اللہ رب العزت نے انہیں تصنیفی ملکہ اور تالیفی شعور سے وافر حصہ عطا کیا تھا، ان کی بیش تر کتابیں مناظرانہ انداز کی ہیں، ان میں عصمت انبیاء اور مودودی، اعجاز قرآنی، رضاخانیت کے علامتی مسائل، **العدد الصحیح فی رکعات التراویح**، نمازوں کے بعد کی دعا، شہید کربلا اور یزید، مقتدی پر فاتحہ واجب نہیں، انگشت بوسی سے بائبل بوسی تک، ترک تقلید ایک بدعت ہے، بریلویت کا شیش محل، مسئلہ قدرت، حدیث ثقلین، خطبات مناظر اسلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مناظرہ ان کا خاص موضوع تھا، کئی جگہ انہوں نے اپنے دلائل سے فتح کے جھنڈے گاڑے، کئی مناظروں میں ان کی شرکت مولانا ارشاد احمد صاحب مبلغ دار العلوم دیو بند کے ساتھ ہوئی، جھریا، کٹک اور کٹیہار کے مناظرے ان کے یادگار مناظرے ہیں، جھریا کے مناظرے کی روداد اور تفصیلات مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔

مولانا کی خطیبانہ اور قائدانہ صلاحیتیں دار العلوم دیو بند کی طالب علمی کے دوران ابھر کر طلبہ کے سامنے آئیں، مولانا نور عالم خلیل امینیؒ نے تفصیل سے ان کی اس صلاحیت کا تذکرہ اپنی کتاب ''رفتگاں نارفتہ'' میں کیا ہے، یہاں ایک اقتباس کا نقل کرنا فائدے سے خالی نہیں، لکھتے ہیں۔

"وہ از خود یا کسی تجربہ کار کے مشورے سے اسٹرائک کے لائق وفائق اور مطلوبہ صلاحیت کے قائد بن کر ابھرے اور طلبہ کے انبوہ پر جس طرح چھا گئے، راقم نے اس کی مثال اپنی طالب علمانہ اور مدرسانہ دونوں زندگیوں میں تادم تحریر نہیں دیکھی۔ ان کی زبان قینچی کی طرح چلتی، وہ سیلِ رواں کی طرح بہتی، کسی توقف یا انقطاع سے ان کا سلسلہ کلام جتنا نا آشنا تھا، اس کو میں صحیح تعبیر دینے سے بالکل قاصر ہوں۔ اس سے بڑھ کر یہ بات تھی کہ وہ طلبہ پر ایسی حکومت کرنے لگے تھے، جیسی کوئی غیر معمولی رعب داب کا مالک مطلق العنان خودسر ڈکٹیٹر کرتا ہے، جس کے پاس اپنی بات من وعن منوانے کے لیے فوجی طاقت، اقتدار کی قوت، ملک کے سارے وسائل، انتظامی اداروں کی آہنی گرفت اور حدود وقیود نا آشنا اپنے عزم وارادے کی زبردست کمک ہوتی ہے، وہ جب چاہے عوام کے سروں کی پکی ہوئی فصل کو یک لخت کاٹ ڈالنے کے لیے مکمل انتظام کے ساتھ تیار رہتا ہے۔ وہ طلبہ سے کہتے بیٹھ جاؤ، تو اسی سکنڈ میں سب بیٹھ جاتے، کہتے کھڑے ہو جاؤ، تو سبھی آن کی آن میں کھڑے ہو جاتے، سر جھکالو، تو سبھی اس لمحے سرنگوں ہو جاتے، صرف دائیں طرف دیکھو، تو کسی کی مجال نہ ہوتی کہ نفاذ حکم کے پورے دورانیے میں بائیں طرف دیکھ لے، سبھی طلبہ تین منٹ میں فلاں جگہ جمع ہو جائیں، تو دو ہی منٹ میں سب اس جگہ آموجود ہوتے۔ ان کی ساری اداؤں میں نظم وضبط ہوتا، ڈسپلن ہوتا، قائدانہ انداز ہوتا، خطیبانہ شان ہوتی، مربیانہ وقار ہوتا، استادانہ مہارت ہوتی، منتظمانہ دوررسی وحکمت عملی ہوتی اور وہ سب کچھ ہوتا، جس کی وجہ سے کوئی واجب التعظیم ومحترم المقام اور باعثِ فرماں برداری ہوتا ہے"۔ (ص: 127-128)

اقتباس ذرا طویل ہو گیا، لیکن مولانا کی قائدانہ وخطیبانہ صلاحیتوں کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری تھا، مولانا کی اسی خطیبانہ صلاحیت نے ملک اور بیرون ملک کے لوگوں کو ان کا گرویدہ بنا رکھا تھا، دلائل کی قوت اور طلاقت لسانی سے وہ مجمع پر چھا جاتے تھے اور دو تین گھنٹے تک مجمع انہیں پورے انہماک کے ساتھ سنتا رہتا تھا، مولانا کی مقبولیت ومحبوبیت میں جس قدر اضافہ ہوتا گیا، مولانا کے وقت کی قیمت بھی بڑھتی چلی گئی، آخر میں تاریخ نوٹ ہونے کے لیے پیشگی ''نوٹ'' کی ادائیگی ضروری ہوا کرتی تھی، جلسہ والے ادائیگی کے بعد مطمئن ہو جاتے تھے، مولانا کس طرح جلسہ گاہ پہونچیں گے، یہ ان کا اپنا دردسر ہوتا تھا، بہت ہوا تو اسٹیشن یا بس اسٹینڈ سے جلسہ والے اپنی گاڑی میں لے جاتے تھے، اس موقع سے بھی مولانا اپنی غیرت اور خودداری سے سمجھوتہ نہیں کرتے تھے، گاڑی لینے نہیں پہونچی تو بلا توقف واپس ہو جاتے، مزاج کے خلاف بات ہو گئی تو اسٹیج پر خطبہ پڑھ کر واپس ہوتے بھی میں نے ان کو دیکھا تھا، ایسے موقع سے ہم چھوٹوں کی جان پر بن آتی، مولانا کے نام پر آئے مجمع کو سنبھالنا آسان کام نہیں ہوتا، مولانا کی سادہ زندگی اور بود وباش میں جو رعب تھا، وہ کم لوگوں کے حصہ میں آتا ہے۔

مولانا حق کے ترجمان تھے، اس لیے باطل قوتیں ان کے پیچھے پڑی رہا کرتی تھیں، ایک بار بھدرک اور کئی بار دوسری جگہوں پر مولانا پر قاتلانہ حملے ہوئے، لیکن اللہ نے حفاظت فرمائی، کئی بار ان کی شہادت کی افواہ اڑی، لیکن مولانا اپنا کام کرتے رہے، اور جب اللہ نے وقت مقرر کر رکھا تھا اس وقت دنیا سے تشریف لے گیے۔

مولانا سے میری ملاقات امارت شرعیہ آنے سے قبل کی تھی، بہت ساری جگہوں پر اصلاح معاشرہ کے جلسوں کو ہم لوگوں نے ساتھ ساتھ خطاب کیا، ایک بار ہم دونوں دار العلوم دیو بند ساتھ ساتھ پہونچ گیے، مولانا دار العلوم کے مخرج تھے اور میں جمعیۃ الطلبہ کا سابق جنرل سکریٹری، مولوی اظہار الحق مرحوم ان دنوں انجمن تقویۃ الایمان سے جڑے ہوئے تھے، انہوں نے ''نو درہ'' میں ہم لوگوں کا استقبالیہ انتظامیہ کی بلا اجازت کے رکھ دیا، طلبہ اپنے ہم وطنوں کو استقبالیہ دیا بھی کرتے تھے، لیکن یہ بات طویل ہو گئی اور مولوی اظہار الحق کے اخراج کے لیے جوفرد جرم بنایا گیا، اس میں یہ بھی ایک سبب بن گیا، بعد میں مولانا دار العلوم کے اکابر کے نور نظر بن گئے، کیوں کہ ''ترجمان دیو بند'' پورے ہندوستان میں ان کے طرز کا دوسرا کوئی نہیں تھا، جمعیت علماء سے بھی ان کی قربت بڑھی اور ان کی شرکت وہاں بھی ہونے لگی۔

مولانا کی علالت کے زمانہ میں ایک بار ہوسپٹل میں ان سے ملا اور دوسری بار ان کے گھر آرہ میں ملاقات کی سعادت ملی، یہ موقع تھا مولانا قاری علی انور کے مدرسہ کے جلسہ کا، وقت فارغ ہوا تو میں ان کی عیادت کے لیے جا پہونچا، مولانا کی صحت وعافیت کے لیے اللہ سے دعا کر کے لوٹا، کئی سال ہو گیے، ادھر زمانہ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی، انتقال کی خبر آئی تو میں سفر پر تھا، جنازہ اور تعزیتی مجلس میں حاضری سے بھی محروم رہا، دعا تو کہیں سے بھی کی جا سکتی ہے، سو دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے، اللہ مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین یارب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

کتابوں کی دنیا ✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

احکام میت

مولانا مفتی قاضی محمد ذکاء اللہ شبلی مفتاحی کا وطن اصلی موجودہ ضلع سیتامڑھی کی مردم خیز بستی مولانگر بلاک پوپری ہے، لیکن انہوں نے عرصہ سے اپنا مسکن اور میدان عمل اندور (مدھیہ پردیس) کو بنا رکھا ہے، وہ اس شہر اور علاقہ کی محبوب مقبول شخصیت ہیں، وہ مدرسہ بھی چلاتے ہیں، وعظ وتذکیر بھی کرتے ہیں اور مختلف موضوعات پر مفید اور اصلاحی کتابیں مرتب کر کے عوام کی ضرورتوں کی تکمیل بھی کرتے رہتے ہیں، چہرے پر تقویٰ کا نور اور دل میں محبت رسول کا سرور واضح طور پر محسوس کیا جاتا ہے، خانقاہ رحمانی مونگیر اور رہاں کے اکابر سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں، امیر شریعت سابعؒ کے دست گرفتہ اور ان کے معتمد رہے ہیں، موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم سے بھی انہیں بے پناہ عقیدت ومحبت ہے، امارت شرعیہ سے بھی گہرا تعلق ہے، وہاں کے ہم جیسے چھوٹے بھی چلے جائیں تو احساس نہیں ہونے دیتے کہ ہم چھوٹے ہیں، میزبانی کا مزاج ہے اور سخاوت سرشت کا حصہ، اس لیے جو ملتا ہے ان کا گرویدہ ہو جاتا ہے، وہ جامع مسجد چھاؤنی کے خطیب، جامعہ ہدایت الاسلام اندور کے ناظم، رابطہ مدارس اسلامیہ بھوپال، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن، امام اعظم تعلیمی ٹرسٹ اور تنظیم علماء وبزم حرا کے صدر ہیں۔

مفتی صاحب کی گیارہ کتابیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازیں (اردو، ہندی) آپ حج کے سفر پر ہیں (اردو) آداب حج (ہندی) فکری ارتداد کے پھیلتے جراثیم، عمرہ کے آداب (اردو، ہندی) ذکر مرشد (اردو) بچوں کی بنیادی تعلیم قرآن (ہندی، اردو) میت سے متعلق چار اہم مسائل (اردو، ہندی) دار القضاء کی اہمیت وضرورت (اردو) نماز کا طریقہ سنت کے مطابق (ہندی) ماں کا سایہ (اردو) طباعت کے مرحلہ سے گذر کر مقبول ہو چکی ہیں۔ چار کتابیں اور بھی مؤلف کے سینہ سے سفینہ میں منتقل ہو رہی ہیں، اور جلد ہی طباعت کے مراحل سے گذرنے والی ہیں، ان کے نام واہ! سیدنا معینؒ، عمل چھوٹا آداب زیادہ، ہدایت کی روشنی اور مقام علماء ہیں۔

مفتی صاحب کی ایک اہم کتاب تجہیز وتکفین سے متعلق ضروری اور اہم مسائل پر مشتمل ''احکام میت'' کے نام سے ہے، جس کی اشاعت جامعہ ہدایت الاسلام ولی نگر ناپتہ مونڈلہ اندور سے ہو رہی ہے۔ پنچانوے صفحات پر مشتمل اکہتر موضوعات ومسائل پر یہ کتاب محیط ہے، جس میں روح نکلنے سے قبل اور بعد تجہیز وتکفین، جنازہ، غسل، ایصال ثواب، اور زیارت قبور سے متعلق اہم مسائل زیر بحث آئے ہیں، رطب ویابس سے گریز کیا گیا ہے، اور مفتی بہ قول کو درج کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، جزئیات میں انہیں مسائل کو جگہ دی گئی ہے جو کثیر الوقوع ہیں، نادر الوقوع چیزوں کو دوسری کتابوں کے مطالعہ کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے، ہر جگہ حوالے بھی دیے ہیں تاکہ قاری پورے اعتماد کے ساتھ اس پر عمل کر سکے، شروع کتاب میں حسن خاتمہ کے اعمال پر بھی گفتگو کی گئی ہے، تاکہ انسان آخری سفر سے پہلے اپنی زندگی کو سنوار لے اور جب اپنے اللہ کے دربار میں حاضر ہو تو ندامت اور رسوائی حصہ میں نہ آئے، اور دنیا میں بھی ان اعمال کی وجہ سے ایمان پر خاتمہ کی علامتیں عوام وخواص پر ظاہر ہوں۔

اس اہم کتاب کی تالیف پر میں مفتی صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں اور قبول عام وتام کی دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

عظمت الٰہی پر ملی معرفت باری: ذوالنون مصر کے ایک بڑے بزرگ گذرے ہیں ان کو جو ولایت ملی اس کا واقعہ بڑا عجیب ہے دوستوں کے ساتھ جارہے تھے ایک جگہ بیٹھے کسی دوست نے وہاں موجود ایک پتھر ہٹایا جیسے ہی ہٹایا تو محسوس کیا کہ اس کے نیچے کوئی چیز ہے۔ جب سب جگہ کھودی تو خزانہ ملا سونا، چاندی، جواہر، بڑی قیمتی چیزیں تھیں، اس کے اندر بڑا خوبصورت اللہ کا نام بھی لکھا ہوا تھا، اب انہوں نے کہا کہ جی تقسیم کیسے کریں، تو انہوں نے کہا کہ میاں سونا چاندی تم سب تقسیم کرلو اور یہ جو اللہ تعالیٰ کا خوبصورت نام ہے، یہ مجھے دیدو، چنانچہ انہوں نے اللہ کے خوبصورت نام کو خود پسند کرلیا، ان کو خواب میں کسی بزرگ کی زیارت ہوئی، اوراس بزرگ نے کہا کہ چونکہ تم نے مال اور چاندی کو قربان کر دیا اور اللہ کے نام کو پسند کرلیا، لہذ اللہ نے تمہیں اپنی ذات کے لیے پسند کرلیاء اٹھے تو ان کے دل میں اللہ کی محبت اتنی بھر چکی تھی کہ ان کو اللہ کی معرفت نصیب ہوگئی۔ اللہ کا نام پسند کرنے پر اللہ کی معرفت مل گئی۔ (تمنائے دل ص ۴۸)

مقدر سے ملی جس کو محبت کی فراوانی
اس کے ہاتھ سے ہوتی ہے روشن شمع ایمانی

عزت کپڑے سے نہیں علمی خزانے سے: حضرت امام شافعیؒ ایک مرتبہ کسی حجام کے پاس بال کٹوانے کے لئے گئے، اس نے دیکھا کہ آپ نے میلے سے کپڑے پہنے ہوئے ہیں، اسی دوران کوئی خوش لباس دنیادار سابندہ اس کے پاس بال کٹوانے آیا، حجام کو توقع تھی کہ ادھر سے زیادہ پیسے ملیں گے، چنانچہ اس نے امام شافعیؒ کے بال کاٹنے سے انکار کردیا، کہ میں تو پہلے اس کے بال کاٹوں گا، آپؒ نے اپنے غلام سے پوچھا، بتاؤ تمہارے پاس کچھ پیسے ہیں؟ عرض کیا، جی، تین سو دینار ہیں، آپؒ نے فرمایا: یہ پیسے اس کو ویسے ہی دیدو، حالانکہ بال کٹوانے کے لئے ایک یا دو دینار لگتے ہوں گے، جب آپؒ نے ویسے ہی تین سو دینار دیئے اور بال بھی نہ کٹوائے تو وہ بڑا حیران ہوا، وہ کہنے لگا، میں تو سمجھا تھا کہ آپ کے اوپر فقط گذری ہے، مگر سچ تو یہ ہے کہ گذری میں لعل چھپا ہوا تھا، اس کی بات سنکر امام شافعیؒ باہر نکل آئے اور تاریخی شعر ارشاد فرمائے۔

علی ثیاب لو یباع جمیعها
بفلس لکان الفلس منهن اکثرا

میرے اوپر ایسے کپڑے ہیں کہ اگر ان تمام کپڑوں کو پیسوں کے عوض میں بیچ دیا جائے تو ایک درہم بھی ان کپڑوں کی قیمت سے زیادہ ہوجائے مگر ان کپڑوں میں ایک ایسی جان ہے کہ اگر تم ساری دنیا میں ڈھونڈ کر دیکھو تو تمہیں اس وقت ایسی جان نظر نہیں آئے گی۔

امام مسلمؒ کا مطالعہ میں استغراق: حضرت امام مسلمؒ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ وہ کوئی حدیث پاک تلاش کررہے تھے، اس وقت انہیں بھوک بھی لگی ہوئی تھی، ساتھ ہی کھجوروں کی ایک تھیلی پڑی ہوئی تھی، چنانچہ انہوں نے ایک کھجور منہ میں ڈالی اور کتاب کا مطالعہ کرنے میں مصروف ہوگئے، اس وقت مطالعہ کے اندر اس قدر استغراق کی کیفیت تھی کہ پتہ ہی نہ رہا کہ میں کتنی کھجوریں کھا چکا ہوں، چنانچہ جب کھاتے کھاتے زیادہ کھالیا تو اس کی وجہ سے بیمار ہوگئے اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے حضور پہونچ گئے، ان کو علم میں اتنا استغراق نصیب ہوا تھا کہ انہیں گردو پیش کی خبر ہی نہیں ہوتی تھی...

تشنگان علم، جیل کی سلاخوں تک: حضرت ابن تیمیہؒ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وقت کے بادشاہ نے ان سے کوئی فتویٰ مانگا مگر انہوں نے فتویٰ نہ دیا، اسے غصہ آیا اور ان کو قید کروادیا، جب تین دن گزرے تو بادشاہ اپنے دربار میں بیٹھا تھا اس وقت ایک ایسا نوجوان جس کی اٹھتی جوانی تھی، اس کے چہرے پر نورانیت اور معصومیت کا حسین امتزاج تھا، وہ نوجوان زاروقطار رورہا تھا، جس نے بھی اسے دیکھا اس کا دل پسیج گیا اور ہر بندے نے توقع کی کہ بادشاہ سلامت اس طالب علم کی مراد ضرور پوری کریں گے، جب بادشاہ نے دیکھا تو اس نے بھی وعدہ کیا کہ اے نوجوان! تو کیوں اتنا رورہا ہے، تو ڈر نہیں تو جو بھی کہے گا ہم تیری بات ضرور پوری کریں گے، جب اس نے یہ وعدہ کیا تو طالب علم نے فریاد پیش کی کہ بادشاہ سلامت! آپ مجھے قیدخانہ میں بھیجد یجئے، بادشاہ بڑا حیران ہوا کہ قیدخانہ میں جانے کے لئے تو کوئی اس طرح نہیں روتا، چنانچہ اس نے پوچھا کہ آپ قیدخانہ میں جانے کے لئے اتنا کیوں رورہے ہیں؟ طالب علم نے کہا: بادشاہ سلامت! آپ نے میرے استاد کو تین دنوں سے قیدخانہ میں بند کررکھا ہے جس کی وجہ سے میرا سبق قضا ہورہا ہے، اگر آپ مجھے قید میں ڈال دیں گے تو میں قید و بند کی مشقتیں تو برداشت کرلوں گا مگر اپنے استاد سے سبق تو پڑھ لیا کروں گا، یوں پہلے وقتوں میں شاگرد اپنے استاد سے علم حاصل کیا کرتے تھے جب کہ آج تو علم دوستی نکلتی جارہی ہے، ہم نے ٹی وی کو دوست بنالیا ہے اور باقاعدگی کے ساتھ اس پر تماشے دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرآن کو کھول کر بیٹھنے کی بہت کم فرصت ملتی ہے، کئی گھر ایسے ہوتے ہیں جن کے اندر قرآن کھولا ہی نہیں جاتا "الا ماشاء اللہ"

ہم تو ٹھکرا دیں، گر راہ میں منزل آئے: حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اپنے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں جب دوران سال میرے عزیز و اقارب کے خطوط آتے تھے تو میں ڈر کے مارے وہ خط ہی نہیں پڑھتا تھا، بلکہ ان کو مٹکے میں رکھ دیتا تھا، سوچتا تھا اگر کوئی خوشی کی خبر ہوگی تو گھر جانے کو دل کرے گا اور اگر کوئی غم کی خبر ہوگی تو پڑھائی میں دل نہیں لگے گا، جس کی وجہ سے میں علم سے محروم ہوجاؤں گا، میں وہ خطوط جمع کرتا رہتا تھا اور سال کے آخر میں شعبان کے شروع میں اپنے دارالعلوم کا امتحان دیکر فارغ ہوجاتا تو فارغ ہونے والے دن میں سارے خطوط نکالتا، انہیں پڑھتا اور ان کی فہرست بناتا، خوشی کی خبر والے خطوط کی علیحدہ فہرست بناتا، پھر میں اپنے گاؤں آتا، خوشی کی خبر والوں کو میں مبارکباد دیتا اور جن کو غم ملا ہوتا تھا ان کے سامنے تسلی و تشفی کے چند الفاظ کہدیتا تھا، اس طرح لوگ مجھ سے خوش ہوجاتے کہ اس نے سارا سال ہماری بات یاد رکھی، لیکن ان کو کیا پتہ کہ ان کا خط ہی اس وقت پڑھا ہوتا تھا، تو جن حضرات نے دنیا میں عظمتیں پائیں، انہوں نے علم حاصل کرنے میں ایسی یکسوئی دکھائی مگر آج کے طالب علم کو کتاب کے علاوہ خارجی باتوں کو سننے کا زیادہ شوق ہے، چنانچہ جب تکرار کرنے بیٹھتے ہیں تو دو باتیں سبق کی اور تین باتیں باہر کی کرتے ہیں حتی کہ کتاب پڑھتے ہوئے ملکوں کے فیصلے ہورہے ہوتے ہیں، اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ شیطان ان کو علم سے محروم کرنا چاہتا ہے، لہذا باتوں میں لگا دیتا ہے۔

امام شافعیؒ کی امام مالکؒ کے درس میں شرکت: حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ منی کے بازار میں تھا حج کے ایام میں، فرماتے ہیں کہ جمرات سے فراغت ہوگئی مجھے ایک بوڑھا آدمی ملا، تھوڑی دیر اس نے مجھے دیکھا اور کہنے لگا تجھے اللہ کا واسطہ تو میری دعوت کو قبول کرلے، فرماتے ہیں میں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا اور وہ بھی ایسا بے تکلف کہ جو اس کے پاس تھا پیش کردیا اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور وہی دستر خوان پر رکھ دیا اور کہنے لگا کھاؤ میں نے کھانا شروع کردیا وہ مجھے دیکھتا رہا اور کہنے لگا کہ مجھے لگتا ہے کہ تو قریشی ہے میں نے کہا ہاں لیکن تجھے کیسے پتہ چلا اس نے کہا کہ یہ قریشی دعوت دینے میں بھی بے تکلف ہوتے ہیں اور قبول کرنے میں بھی، پھر باتیں کرتے رہے مجھے پتہ چلا کہ یہ مدینہ سے آیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے امام مالکؒ کے بارے میں پوچھا اس نے مجھے ان کے کچھ حالات سنائے جب اس نے دیکھا کہ میں بڑے شوق سے ان کے حالات پوچھ رہا ہوں تو وہ کہنے لگا کہ اگر آپ مدینہ جانا چاہتے ہیں تو یہ خاکی رنگ کا اونٹ ہمارے پاس خالی ہے، یہ ہم آپ کو دے دیں گے آپ مدینہ پہنچ جائیں گے، کہنے لگے کہ میں تو پہلے ہی سے تیار تھا، لہذا میں نے حامی بھرلی، فرماتے ہیں میں قافلہ کے ساتھ سوار ہوا ہمیں راستہ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچنے میں سولہ دن لگے، اس دوران میں نے سولہ قرآن مجید پڑھ لئے، آج یہ حال ہے کہ حج کرکے آتے ہیں دس دس دن مدینہ گزار کر آتے ہیں ایک قرآن مجید بھی مکمل کرنے کی توفیق نہیں ہوتی، ہمارے اسلاف جب حج کیلئے آتے جاتے تھے تو سینکڑوں لوگ ان کے ہاتھوں پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا کرتے تھے آج حج کرکے آتے ہیں خود مسلمان بن کر صحیح طرح سے نہیں آتے، واپس آکر پھر گناہوں کی طرف چل پڑتے ہیں تو امام شافعیؒ نے حالت سفر میں سولہ دن میں سولہ قرآن مجید پورے کئے، فرماتے ہیں جب ہم مسجد نبویؐ میں پہنچے تو نماز کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اونچے قد کا ہے اور اس نے ایک تہبند باندھا ہے اور ایک چادر لپٹی ہوئی ہے وہ ایک جگہ بیٹھ گیا اور کہنے لگا "قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اور لوگ اس کے اردگرد بیٹھ گئے تو میں سمجھ گیا کہ یہی امام مالکؒ ہوں گے، یہ وہ ایام تھے جب امام مالکؒ احادیث کا املاء کرارہے تھے 'موطا امام مالک' کی جو احادیث ہیں ان کو لکھوا رہے تھے، میں نے بھی ایک تنکا اٹھالیا اور دل میں یہ سوچا کہ یہ میرا قلم ہے اور ہاتھ سامنے کرلیا اور سوچا کہ یہ میری کاپی ہے اور میں نے اپنی زبان سے اس تنکے کو لگایا کہ جیسے میں اس کو سیاہی لگارہا ہوں اور ہتھیلی پر لکھنا شروع کردیا اب طلبہ کاغذوں پر لکھ رہے ہیں، چنانچہ میں نے بھی ان سے املاء کی نسبت حاصل کرنے کیلئے ہتھیلی پر لکھنا شروع کردیا، کہنے لگے اس دوران امام مالکؒ نے میری طرف دیکھا، انہوں نے اس محفل میں ایکسوستائیں احادیث لکھوائیں جب اگلی نماز کا وقت ہوگیا تو محفل برخاست ہوگئی طلبا چلے گئے، فرمانے لگے (امام شافعیؒ) یہ کہ امام مالکؒ نے مجھے دیکھا تو مجھے اپنی طرف بلایا اور مجھے کہا تو اجنبی معلوم ہوتا ہے، میں نے کہا کہ جی ہاں! میں مکہ مکرمہ سے آیا ہوں، کہنے لگے کہ تو ہتھیلی پر کیا کررہا تھا؟ میں نے کہا کہ احادیث لکھ رہا تھا کہنے لگے کہ دکھاؤ میں نے دکھایا تو ہتھیلی پر تو کچھ لکھا ہوا ہی نہیں تھا انہوں نے کہا کہ یہاں تو کچھ نہیں لکھا، میں نے کہا کہ حضرت نہ میرے پاس قلم تھا نہ کاغذ میں تو آپ جو املاء لکھوا رہے تھے اس کی نسبت حاصل کرنے کیلئے ایک تنکے سے بیٹھا ہوا ہتھیلی پر لکھ رہا تھا، اس پر امام مالکؒ ناراض ہوئے کہ یہ تو حدیث پاک کے ادب کے خلاف ہے کہ تم نے اس طرح سے لکھا، میں نے کہا کہ حضرت میں تو ظاہری مناسبت کیلئے ہاتھ پر تنکا چلا رہا تھا، حقیقت میں تو حدیث پاک دل میں لکھ رہا تھا کہنے لگے کہ امام مالکؒ نے فرمایا کہ اچھا اگر دل میں لکھ رہا تھا تو تو مجھے چند ایک روایت اس میں سے سنادے، تو میں مجھے جانوں، فرمانے لگے میں نے ان کو ایک سے لے کر ایک سو ستائیس حدیثیں متن اور سند کے ساتھ سنادیں۔ یہ علم ۱۲۷ حدیثیں جس ترتیب سے لکھوائی تھیں تمام اس ترتیب پر ان کو سنادیں، فرماتے ہیں امام مالکؒ بڑے خوش ہوئے کہنے لگے کہ اچھا اے نوجوان تو میرا مہمان بن جا، اندھے کو کیا چاہئے؟ دو آنکھیں! میں تو پہلے ہی سے تیار تھا، کہنے لگے کہ حضرت میں تیار ہوں، امام مالکؒ گھر تشریف لے گئے امام مالک کے گھر میں ان کی بیٹیاں تھیں اور وہ عالمہ تھیں حدیث کی حافظ تھیں قرآن مجید کی حافظہ تھیں۔ بہت پاک زندگی گزرنے والی عورتیں بھی، حتی کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ اتنا علم رکھتی تھیں کہ امام مالکؒ کئی مرتبہ حدیث کا درس مسجد نبویؐ میں دیتے وہ پردے کے پیچھے بیٹھ کر حدیث کے درس میں شریک ہوتیں اور انکا علمی معیار اتنا اونچا تھا کہ کئی مرتبہ ان کا شاگرد جب کسی حدیث پاک کی تلاوت کرتا اور عبارت میں کہیں غلطی کرتا تو ان کی بیٹیاں لکڑی کے اوپر لکڑی مار کر آواز کرتیں جس سے امام مالکؒ سمجھ جاتے کہ پڑھنے والے نے غلطی کی ہے۔

آپ نے جا کر گھر میں بتایا کہ آج ایک عالم آرہے ہیں اور وہ بڑے دانا ہیں اور بڑا علم کا شوق رکھتے ہیں وہ تو بہرحال امام شافعیؒ تھے، انہوں نے گھر میں کھانے کا بڑا اہتمام کیا بستر لگایا، مصلی بچھایا، لوٹا پانی کا بھر کر رکھا، "اکرام یضوف الرحمن" امام شافعیؒ نے کھانا کھالیا، لیٹ گئے صبح کو امام مالک کے ساتھ مسجد میں آگئے جب اشراق کی نماز پڑھ کر واپس گھر گئے، امام مالکؒ نے فرمایا امام شافعیؒ سے کہ میری بیٹیوں کو آپ پر اعتراض واقع ہوا ہے اور میں آپ کو پوچھتا ہوں، یہ سچے لوگ تھے، کھرے لوگ تھے، صاف بات کرتے تھے، فرمایا کہ بچیاں کہہ رہی ہیں کہ ابو آپ نے تو یہ کہا تھا کہ یہ بڑے نیک اور اچھے انسان ہیں، لیکن ہمیں ان پر اشکال واقع ہوا ہے، خیر امام شافعیؒ سے ایک بات تو یہ پوچھی کہ سارا کھانا تنہا کھا گئے، دوسرا یہ کہ ہم نے مصلی بچھا کر رکھا اور پانی کا برتن بھر کر رکھا، لیکن جیسا مصلی بچھایا تھا صبح کو ویسا ہی رکھا ملا اور پانی بھی جوں کا توں تھا، لگتا ہے کہ تہجد کی نماز بھی نہ پڑھی اور پھر مسجد میں تو وضو کا انتظام بھی نہیں، لوگ گھروں سے وضو کرکے جاتے ہیں اور یہ اسی طرح آپ کے ساتھ اٹھ کر مسجد میں چلے گئے پتہ نہیں نماز بھی انہوں نے کیسی پڑھی؟ تو ہماری سمجھ سے تو بالاتر ہے۔

امام شافعیؒ نے جواب دیا کہ حضرت بات یہ ہے کہ جب میں نے آپ کے یہاں کھانا کھایا تو کھانے میں اتنا نور تھا اتنا نور تھا کہ ہر ہر لقمہ کھانے پر مجھے سینہ نور سے بھرتا نظر آتا تھا۔ میں نے سوچا کہ ممکن ہے اتنا حلال مال زندگی میں پھر میسر نہ ہو کیوں نہ میں اسے جزو بدن بناؤں اس لیے میں نے اس سارے کھانے کو اپنے بدن کا جزو بنالیا (اللہ اکبر) فرماتے ہیں کہ پھر میں لیٹ گیا، لیکن اس کھانے کا نور اتنا تھا کہ نیند غائب، تو میں احادیث پر غور کرتا رہا فرمانے لگے کہ ایک حدیث پیش نظر میرے رہی کہ نبی علیہ السلام نے ایک چھوٹے بچے کو جس کا پرندہ مر گیا تھا، پیار محبت سے کہا تھا "یا ابا عمیر مافعل النغیر" تو یہ جو چند الفاظ تھے میں ان کے اندر غور کرتا رہا اور آج کی رات میں نے چند الفاظ سے فقہ کے چالیس مسائل اخذ کرلیے، کسی کے دل میں ملاطفت کے لیے کیسے بات کرنی چاہئے؟ "یا ابا عمیر مافعل النغیر" صرف اس میں غور کرکے میں نے چالیس فقہ کے مسائل اخذ کرلیے اور پھر فرمایا چونکہ میرا وضو باقی تھا اس لیے میں اٹھا اور فجر کی نماز اسی وضو سے ادا کی، ہمارے اسلاف کا یہ حال تھا تو سب سے پہلا قدم علم حاصل کرنا، دوسرا قدم اس علم کے اوپر عمل کرنا، لیکن عمل کرنے کے ساتھ کام ختم نہیں ہوتا ایک قدم اور اٹھانا ضروری ہے، اس کو کہتے ہیں اخلاص پیدا کرنا۔

Scanned with CamScanner

جھوٹ کے پاؤں

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

اردو میں ایک مثل مشہور ہے کہ ''جھوٹ کے پاؤں نہیں نکلتے، مگر اب اس کے پاؤں نہیں، پر ایسے نکل آئے ہیں کہ اس نے پورے معاشرے کو بری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور زندگی کا کوئی گوشہ ہمارے ماحول میں اس سے خالی نہیں رہا، کھلا جھوٹ تو خیر ایسی چیز ہے جسے ہر شخص برا سمجھتا ہے، اس میں مسلمان اور کافر کی بھی قید نہیں بلکہ وہ دہریے بھی جو اللہ کے وجود تک میں شک کرتے ہیں، وہ بھی نظریاتی طور پر جھوٹ کو برا ہی سمجھتے ہیں، جو لوگ عملاً دن رات جھوٹ بولتے رہتے ہیں، ان سے بھی اگر پوچھا جائے کہ جھوٹ بولنا کیسا ہے؟ سو یقیناً ان کو اب بھی یہی ہوگا کہ بہت برا ہے، لہٰذا ایسے لوگوں کو جب بھی اپنے کردار کی درستی کا خیال آئے گا تو وہ جھوٹ سے بھی توبہ کر سکیں گے لیکن ہمارے زمانے میں جھوٹ کی ایسی بہت سی شاخیں وجود میں آ گئی ہیں، جنہیں بہت سے لوگ جھوٹ سمجھتے ہی نہیں، لہٰذا انہیں یہ خیال ہی نہیں آتا کہ ان سے کوئی غلط کام سرزد ہو رہا ہے۔

میرے پاس ایک مرتبہ ایک صاحب ملنے کے لئے تشریف لائے پڑھے لکھے اور نماز، روزے کے پابند ذہین اور تعلیم یافتہ، بڑے خوش مزاج اور ستھرے ادبی ذوق کے مالک، بڑے خوبصورت شعر کہنے والے، چہرے مہرے سے لے کر انداز و ادا تک ہر چیز میں شرافت جھلکتی تھی، کافی دیر تک انہوں نے اپنی دل نواز صحبت سے مجھے مستفید کیا، جب چلنے کا وقت آیا تو میں نے پوچھا: ''کب تک قیام رہے گا کہنے لگے کہ ''پہلے تو میرا ارادہ کل واپس جانے کا تھا، مگر بعض عزیزوں کے اصرار پر اپنا قیام میں نے چند روز کے لئے اور بڑھا لیا ہے، اور آج ہی میں اپنے دفتر کو میڈیکل سرٹی فیکٹ روانہ کر رہا ہوں'' میں نے چونک کر پوچھا: ''کیسا میڈیکل سرٹی فیکٹ؟ انہوں نے بڑی بے پروائی سے جواب دیا: یہی دفتر سے چھٹی لینے کے لئے جو میڈیکل سرٹیفیکٹ بھیجا جاتا ہے میں نے پوچھا: ''کیا خدا نخواستہ آپ کی کچھ طبیعت ناساز ہے؟ فرمایا: ''ارے نہیں بھائی! اللہ کے فضل سے میں بالکل تندرست ہوں، لیکن دفتر سے چوں کہ مزید چھٹی ملنے کا کوئی اور راستہ نہیں، اس لئے میڈیکل سرٹی فیکٹ ہی بھیجنا پڑے گا، ان جیسے شخص سے یہ بات سن کر مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے دل پر بجلی گر گئی ہو، میں نے عرض کیا کہ: ''آپ نے یہ بھی سوچا کہ یہ جعلی سرٹی فیکٹ بنوانا آپ کے لئے کیسے جائز ہوگا؟ اور اس مصنوعی تصدیق نامے کی بنیاد پر جو چھٹی آپ کو حاصل ہوگی، اس سے استفادہ آپ کے لئے درست ہوگا یا نہیں؟ نیز اس چھٹی کے دنوں کی جو تنخواہ آپ کو ملے گی، وہ آپ کے لئے حلال ہوگی یا نہیں؟ آدمی واقعی شریف تھے، یہ سن کر وہ بھی سکتے میں آ گئے، کہنے لگے: واقعتاً آج سے پہلے مجھے کبھی اس طرف توجہ ہی نہیں ہوئی، چوں کہ دفتروں میں عام معمول یہی ہے کہ ضرورت کے وقت میڈیکل سرٹی فیکٹ بنوا کر چھٹی حاصل کر لی جاتی ہے، اس لئے میں بھی بے سوچے سمجھے یہی کرتا رہا، پھر وہ پوچھنے لگے کہ: ''کیا واقعی شدید ضرورت کے وقت بھی اس طرح چھٹی لینا جائز نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اول تو صرف عزیزوں کا اصرار کوئی ایسی شدید ضرورت نہیں ہے، دوسرے اگر واقعی کوئی سخت ضرورت ہو تو وہ ضرورت بتا کر چھٹی کی درخواست دینی چاہئے، اگر اس ضرورت کی بنیاد پر چھٹی قواعد کے لحاظ سے مل سکتی ہوگی تو مل جائے گی، اور اگر اس کی بنیاد پر چھٹی نہ مل سکتی ہو تو بغیر تنخواہ کے رخصت لی جائے، جھوٹا میڈیکل سرٹی فیکٹ دے کر چھٹی لینے کا بہر حال کوئی جواز نہیں انہوں نے یہ سن کر میرے سامنے یہ اعتراف کیا کہ: ''اب تک میں واقعی یہ گناہ بے سوچے سمجھے کرتا رہا ہوں، آج چوں کہ مجھے صحیح بات کی طرف دھیان ہو گیا، اس لئے ان شاء اللہ آئندہ بھی اس طرح چھٹی نہیں لوں گا۔'' اس واقعہ سے پہلے مجھے بھی یہ اندازہ نہیں تھا کہ اس قسم کے بظاہر دیانت دار حضرات بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہوں گے کہ اس قسم کے جعلی سرٹی فیکٹ بنوانا جائز ہے یا نہیں، اس کی برائی کا احساس ہی نہیں ہوگا؟ اس کے بعد پتہ چلا کہ جھوٹ نے کیسے کیسے مقدس دلوں میں ڈھیرے ڈھیرے جگہ بنا لی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب ہمارے ماحول میں اس سرٹی فیکٹ کی کوئی وقعت نہیں رہی اور حقیقت معلوم کرنے کے لئے کوئی سرٹی فیکٹ دیکھنا سب برابر ہے۔

پھر جو حضرات اس قسم کی سرٹی فیکٹ جاری کرتے ہیں ان کا معاملہ اور بھی زیادہ سنگین اور افسوس ناک ہے، ظاہر ہے کہ یہ سرٹی فیکٹ کوئی ان پڑھ یا جاہل شخص جاری نہیں کر سکتا، تصدیق نامے وہی لوگ جاری کر سکتے ہیں، جو نہ صرف تعلیم یافتہ ہوں بلکہ کسی خاص شعبے میں انہیں کوئی مقام حاصل ہو، بالخصوص میڈیکل سرٹی فیکٹ تو کوئی ڈاکٹر ہی جاری کر سکتا ہے اور ڈاکٹر کسی بھی معاشرے کا ہو، باوقار اور ذمہ دار فرد ہوتا ہے، جس کے اعتماد پر لوگ اپنے آپ کو اس کے حوالے کرتے ہیں اور خاص طور پر کسی مریض کی جسمانی کیفیت کے بارے میں اس کی زبان یا قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ معنی رکھتا ہے اور اس پر زندگی کے بہت سے معاملات کے فیصلے ہوتے ہیں، اگر ایسی ذمہ دار شخصیت بھی یہ خیال نہ کرے کہ جو سرٹی فیکٹ اس کے قلم سے نکل رہا ہے، اس کی حیثیت ایک گواہی کی ہے اور اس منصب کا حامل شخص بھی اپنی غیر ذمہ دارانہ بلکہ خلاف واقعہ گواہی سے معاشرے کو گمراہ کرنے لگے تو آخر اس معاشرے کا کیا بنے گا؟ اگر اس قسم کے سرٹی فیکٹ مالی معاوضہ لے کر جاری کئے گئے ہوں تب تو جھوٹ کے ساتھ رشوت کا دوہرا گناہ بھی اس کے ساتھ وابستہ ہے اور اگر محض ''ہمدردی ہے جس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑتا ہے اور اس سے جو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے اس سب کا وبال ایسے جعلی سرٹی فیکٹ جاری کرنے والوں کے نامہ اعمال کا لازمی حصہ ہے، جس کا جواب ایک نہ ایک دن انہیں کہیں دینا پڑے گا۔ بعض مرتبہ دلیل بھی سننے میں آتی ہے کہ اس قسم کے جعلی تصدیق نے معاشرے میں اس درجہ رواج پا گئے ہیں کہ اب ان کا اجراء پیشہ وارانہ کاموں کا ایک حصہ بن چکا ہے، اور اگر کوئی شخص ایسے سرٹی فیکٹ جاری کرنے سے پرہیز کرے تو لوگ اس کی طرف رجوع کرنا بند کر دیتے ہی اور وہ اپنی جائز آمدنی سے بھی محروم رہ جاتا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ دلیل ''عذر گناہ بدتر از گناہ کے مصداق ہے۔

الحمد للہ! اس گئے گزرے دور میں آج بھی بے شمار افراد وہ ہیں جنہوں نے کبھی اس قسم کی کسی پیشہ ورانہ دیانتی کا ارتکاب نہیں کیا، وہ لوگ اپنی اس دیانت داری کی وجہ سے مر نہیں گئے، وہ زندہ ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے بہت اچھی طرح زندہ ہیں۔ خاص طور سے ڈاکٹر صاحبان کی بھاری تعداد بلکہ اکثریت ابھی ایسی ہی ہے کہ وہ اس قسم کے گھٹیا کاموں کا تصور بھی نہیں کر سکتی ہے، اس کے باوجود انہیں ناقدری کا بھی شکوہ نہیں ہوا، وہ پوری عزت اور وقار کے ساتھ اپنے پیش ورانہ فرائض ذمہ داری کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور انہیں نہ صرف یہ کہ مالی نقصان نہیں ہوا، بلکہ مالی حیثیت اور سماجی رتبے دونوں کے اعتبار سے وہ معاشرے میں بلند مقام رکھتے ہیں، معاشرے میں کسی برائی کا عام رواج درحقیقت اسی طرح ہوتا ہے کہ لوگ اس برائی کے آگے ڈٹنے کے بجائے اس کے سامنے ہتھیار ڈالتے چلے جاتے ہیں اور ضمیر کی آواز کو دبا کر اس قسم کی بودی دلیلوں کے سائے میں پناہ لینے لگتے ہیں۔ اس کے برخلاف اگر کوئی شخص ہمت کر کے برائی کے آگے ڈٹ جائے اور اس کے سامنے شکست کھانے سے انکار کر دے تو انجام کار فتح اس کی ہو کر رہتی ہے۔ قرآن کریم نے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا کہ ''العاقبة للمتقین ''یعنی اچھا انجام انہی کا ہے جو برائی سے بچتے ہیں، آج کل بہت سے مقاصد کے حصول کے لئے ''کیریکٹر سرٹی فیکٹ'' کی بھی ضرورت پڑتی رہتی ہے، اس سرٹی فیکٹ میں شخص کے بارے میں یہ تصدیق کی جاتی ہے کہ وہ اچھے اخلاق و کردار کا حامل ہے اور میں اسے اتنی مدت سے جانتا ہوں، یہ سرٹی فیکٹ بھی بکثرت سوچے سمجھے بغیر جاری کر دیئے جاتے ہیں، اور اس بات کی پرواہ نہیں کی جاتی ہے کہ جس شخص کے بارے میں یہ تصدیق کی جارہی ہے وہ اس کا اہل ہے یا نہیں، اور یہ بات بھی جھوٹ موٹ ہی لکھ دی جاتی ہے کہ میں انہیں پانچ سال سے یا دس سال سے جانتا ہوں۔ ایک مرتبہ ایک فقہی کانفرنس کے سلسلہ میں سعودی عرب کے شہر جدہ میں مقیم تھا، ایک صاحب مجھ سے ملنے کے لئے تشریف لائے اور انہوں نے ایک بڑے ثقہ بزرگ کا ایک خط مجھے دیا، اس خط میں انہوں نے مجھ سے فرمائش کی تھی کہ ان صاحب کو پاکستانی سفارت خانے سے پاسپورٹ بنوانا ہے، اس میں ان کی مدد کر دیجئے، میں نے دریافت کیا کہ آپ کو یہاں سے پاسپورٹ بنانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟ اس پر انہوں نے وہ درخواست میرے ہاتھ میں تھما دی جو انہوں نے پاکستانی کونسلر کے نام لکھی تھی، اس درخواست میں لکھا تھا کہ میرا پاسپورٹ سعودی عرب میں گم ہو گیا ہے، اس لئے نیا پاسپورٹ بنوا دیا جائے، اور شاید اس درخواست کے ساتھ کچھ تصدیقات بھی تھیں، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ پاکستان سے کب آئے تھے اور پاسپورٹ کہاں اور کیسے گم ہوا؟

اس سوال کے جواب میں انہوں نے جو باتیں کیں ان پر مجھے اطمینان نہ ہوا، اور میں نے یہ کہہ کر ان سے معذرت کر لی چوں کہ میں پاسپورٹ کی گمشدگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا، اس لئے میں اس بنیاد پر کوئی سفارش کرنا میرے لئے جائز نہیں ہے، وہ صاحب خاصے ناراض ہو کر تشریف لے گئے اور یہ شکوہ کرتے رہے کہ میں ان کا یہ چھوٹا سا کام کرنے سے کیوں انکار کیا؟ بعد میں پتہ چلا کہ درحقیقت وہ ہندوستانی نیشنل تھے، اور ایک عرصہ تک سعودی عرب میں تلاش روزگار سے مایوس ہو چکے تھے، اب کسی نے انہیں یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ پاکستان جا کر روزگار تلاش کریں اور اس کے لئے انہوں نے یہ حیلہ اختیار کیا تھا کہ پاسپورٹ گم ہونے کی فرضی کہانی بنائی تھی تاکہ اس طرح پاکستان کا ویزا نہیں بلکہ اس کی قومیت ہی کا ثبوت پاسپورٹ کی شکل میں کیوں نہ حاصل کر لیا جائے؟ بعض لوگوں نے بتایا ہے اس طرح لوگ کرتے ہی رہتے ہیں لیکن مجھے حیرت ان بزرگوں پر تھی جنہوں نے ان صاحب کو میرے پاس بھیجا اور مجھے سفارشی خط بھی لکھا کہ میں ان کی مدد کر دوں، وہ کوئی جھوٹے یا دھوکہ باز نہیں تھے بلکہ بڑے قاعدے کے آدمی تھے لیکن ان کے ذہن میں بس یہی پہلو غالب رہا کہ ایک ضرورت مند شخص کی مدد کرنی چاہئے کہ انہوں نے نہیں سوچا کہ جھوٹ بول کر یہ کام کرنا کتنا بڑا گناہ اور اپنے ملک کے ساتھ کتنی بڑی بے وفائی ہے؟ کسی شخص کے چہرے پر اس کے اندرونی عزائم لکھے ہوئے نہیں ہوتے؟ اور اس طرح کی ہمدردی کے نتیجے میں وہ کسی تخریب کار کسی دہشت گرد یا کسی خطرناک جاسوس کو اپنے ملک میں بھیجنے کے بھی مجرم ہو سکتے ہیں اور اگر اس کے نتیجے میں اپنے ہم وطنوں کی جانیں گئیں یا کوئی اور تخریبی واقعہ پیش آیا تو اس جرم کی ذمہ داری سے وہ بھی بری نہیں ہوں گے۔ اس قسم کی مثالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں کسی شخص کے حق میں کوئی تصدیق نامہ جاری کر دینا، ایک کھیل بن کر رہ گیا ہے اور اچھے اچھے ثقہ قسم کے لوگ بھی اس میں جھوٹ سچ کا امتیاز نہیں کرتے بلکہ اسے جھوٹ میں شامل ہی نہیں سمجھتے، اس صورت حال نے معاشرے میں جو تباہی مچا رکھی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں لیکن مسئلہ اس صورت حال کی مذمت کرتے رہنے سے حل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم میں سے ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر اسے تبدیل کرنے کا پختہ عزم نہ کرے، دوسروں پر نہ سہی لیکن ہر شخص کو اپنے آپ پر مکمل اختیار حاصل ہے، جسے کام میں لائے بغیر یہ صورت حال تبدیل نہیں ہوگی۔

Scanned with CamScanner

عهد فاروقی کا نظام حکومت

مولانا تنویر احمد اعوان

خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب کا سلسلہ نسب نویں پشت میں کعب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے، واقعہ فیل سے تیرہ سال بعد آپ کی ولادت قبیلہ بنوعدی میں خطاب بن نفیل کے گھر ہوئی، آپ کی والدہ حنتمہ بنت ہشام جو ابوجہل کی بہن یا بعض روایات کے مطابق وہ بنت ہاشم تھیں اور ابوجہل کی چچا زاد بہن تھیں۔ حضرت عمر بن خطاب قوی الجثہ، دراز قد، بہادر، ماہر تیرانداز و گھوڑ سوار، پہلوان اور غیر معمولی قوت کے حامل قریشی نوجوان تھے، نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں 40 مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد مشرف با اسلام ہوئے، آپ کے ایمان کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کریم سے دعا مانگی تھی ''اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام سے تقویت بخش دے، جو بھی ان دونوں میں سے تیرے لیے محبوب ہو۔'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضرت عمرؓ کا اسلام لانا فتح و نصرت تھی، آپ کا ہجرت کرنا اسلام کیلئے زبردست مددگار ثابت ہوا، اور آپ کی خلافت امت کیلئے رحمت تھی، قبول اسلام کے بعد حضرت عمرؓ کی سخت مزاجی اور شدت جو اس سے پہلے تک مسلمانوں کو ایذاء رسانی کیلئے تھی، توحید الٰہی کے دشمنوں کیلئے مصیبت بن چکی تھی، اولین فرصت میں اہل قریش کو اپنے قبول اسلام سے آگاہ کیا، یہی وجہ تھی کہ آپ کی فعال اور مضبوط شخصیت کی بدولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب، بیت اللہ میں قریش کے روبرو اپنی روح پرور مجالس قائم فرماتے اور علی الاعلان نمازیں ادا کرتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد سات برس تک مکہ میں قیام کے دوران اسلام کی ترویج و اشاعت اور مسلمانوں کی مدافعت میں قریش سے نبرد آزما رہے، مصائب و مشکلات کو خندہ پیشانی، عزم و ہمت سے برداشت کرتے رہے، رسول اللہ ہی کی صحبت کا اثر تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طبیعت کی شدت شریعت اسلام کے تابع ہو چکی تھی، یہی وجہ تھی کہ جب آپ کے سامنے غضب الٰہی سے متعلق آیات تلاوت کی جاتیں تو آپ پر گریہ طاری ہو جاتا تھا، آپ کی شخصیت بیک وقت سخت گیری اور رقت و نرمی کا مظہر تھی، آپ قرآنی حکم اشداء علی الکفار ور حماء بینھم کی عملی تصویر تھے، آپ رضی اللہ عنہ جب اپنی رائے کو صحیح و درست سمجھ لیتے تو کمال جرأت سے اسے پیش کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''عمر کی زبان پر اللہ نے حق کو جاری کر دیا ہے۔'' (بیہقی) یہی وجہ ہے کہ شراب کی حرمت، مسلمان عورت کے لیے پردے کا حکم، غزوہ بدر کے اسیروں کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید، رئیس المنافقین عبداللہ ابن سلول کے نماز جنازہ نہ پڑھنے کے حوالے سے آپ کی رائے کے موافق وحی الٰہی کا نازل ہونا، برات اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور مقام ابراہیم کو مصلی بنانے سمیت کئی معاملات میں 27 آیات کو اللہ کریم نے آپ کی رائے کے موافق نازل فرمائیں۔

پیغمبر اسلام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حد درجہ محبت کرتے تھے، آپ کو اپنا وزیر و مشیر ارشاد فرماتے تھے اور اہم معاملہ میں آپ کی رائے کو طلب فرمایا کرتے تھے، مکی و مدنی دونوں زمانوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمہ وقت ساتھ رہ کر تمام غزوات اور اہم مواقع پر فعال کردار ادا کیا، اسی طرح فتح مکہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دینے کے ساتھ ساتھ ایک ایسے ارشاد سے نوازا، جس کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کلمہ کے عوض اگر مجھے ساری دنیا بھی مل جائے تو میں خوش نہیں ہوں گا، وہ کلمہ یہ ہے ''اے میرے بھائی! اپنی دعا میں ہم کو بھی شریک رکھنا، ہم کو بھول نہ جانا۔ جب کہ آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں تھیں، گویا آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سسر ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی اہمیت کو امت کے سامنے یوں ارشاد فرمایا کہ ''میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتداء کرنا''۔ (مشکوۃ)

خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ کو انتہائی قرب حاصل رہا، تمام صفات و کمالات کو صحبت نبوی کی وجہ سے جلا ملی اور تزکیہ نفس سے اخلاص و للّٰہیت کی معراج نصیب ہوئی، یہی وجہ تھی کہ خلیفہ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے وقت وصال امت کی زمام آپ ہی کے سپرد کی تھی، 22 جمادی الثانی 13 ھجری کو آپ مسند نشین خلافت ہوئے، آپ نے نہ صرف خلیفہ الرسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جاری کردہ تمام امور کے تسلسل کو جاری رکھا بلکہ خلافت اسلامیہ کی حدود کو محیر العقول توسیع دی نظم خلافت کو مضبوط و مربوط کرنے کے ساتھ ساتھ تمام سازشوں اور شورشوں کا مکمل خاتمہ کر دیا تھا، یہاں تک کہ اسلامی خلافت ناقابل تسخیر ریاست کی صورت اختیار کر چکی تھی یہی وجہ ہے کہ ایران و روم جیسی بڑی قوتوں کے پارہ پارہ ہونے کے ساتھ اسلام کے آفاقی پیغام کو پوری دنیا میں پہنچایا، اور وسیع رقبہ پر پھیلی خلافت کے معاملات پر خلیفہ المسلمین نے کمال قوت، حسن سیاست، مثالی عدل و انصاف اور اصلاحات سے قابو پایا کر نظم حکومت کو چلایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں مفتوحہ علاقے کا رقبہ 2251030 مربع میل تھا، جن میں شام، مصر، جزیرہ، خوزستان، عراق، عراق عجم، آرمینیہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان، بلوچستان اور بیت القدس سمیت کئی اہم علاقے شامل تھے۔ دور فاروقی میں نظام حکومت کو چلانے اور فیصلہ سازی کے حوالے سے حضرت عثمان، حضرت علی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنھم اور انصار کے نمائندوں پر مشتمل مجلس شوریٰ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا، جب کہ تمام مقبوضہ ممالک کو 8 صوبوں مکہ، مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ مصر اور فلسطین میں تقسیم کر کے گورنروں کی تقرری کے علاوہ کاتب (میر منشی)، صاحب الخراج (کلکٹر)، احداث (پولیس افسر)، صاحب بیت المال اور منصف (قاضی) کو بھی متعین کیا گیا، اسی طرح عوام کے مسائل کے بروقت حل کے لیے اضلاع اور تحصیلوں میں بھی مزید تقسیم عمل میں لائی گئی تھی، جن کے عہدیداران کا انتخاب مجلس شوریٰ کے اجلاس عام میں ہوتا تھا، ان کے اثاثہ جات کی تفصیل لینے کے بعد عہد لیا جاتا تھا، جب کہ ان عاملوں کے باقاعدہ وظائف مقرر کئے جاتے تھے، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں سوائے پہلے سال کے ہر سال امارت حج خود فرمایا کرتے تھے، ان ایام حج میں تمام عمال مکہ میں حاضر ہوتے تھے، اس موقع پر امیر المومنین کھلی کچہری لگاتے اور عوام کی شکایات کو سن کر اس کے ازالہ کے فرامین جاری فرماتے تھے۔ خراج کے نظم و نسق کے حوالے سے صیغہ خراج محکمہ قضاء محکمہ افتاء، پولیس، صیغہ فوج جیل خانہ، بیت المال، صیغہ تعلیم، صیغہ امور دینیہ جس کے ذریعے مکاتب کا قیام، علماء و فقہاء کا تقرر اور ان کی تنخواہوں سمیت دیگر ضروریات کا انتظام، ائمہ کا تقرر اور درس و تدریس کا انتظام کیا جاتا تھا، نظارت نافعہ یعنی محکمہ برائے مفاد عامہ کے قیام کے ساتھ نئے شہر بصرہ کوفہ فسطاط، موصل اور جیزہ کی آبادکاری امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی، آپ نے تقویم اسلامی کی ابتداء ہجرت مدینہ کی بنیاد پر یکم محرم الحرام سے کروائی، جب کہ مفتوحہ علاقوں میں 900 جامع مساجد اور 4000 عام مساجد تعمیر کروا کر اس میں تعلیم و تدریس کا انتظام کروایا جب کہ حرمین شریفین کی توسیع بھی آپ کے دور خلافت میں ہوئی۔ تاریخ کی سب سے پہلی مردم شماری کرنسی سکہ کا اجراء مہمان خانوں (سرائے) کی تعمیر، لاوارث بچوں کی خوراک تعلیم و تربیت کا انتظام اور وظائف کا اجراء دور فاروقی میں کیا گیا۔ اسی طرح خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ذمی اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی مفتوحہ قوموں کو جان، مال، مذہب کو امان دی جاتی تھی، ان کی عزت و آبرو مسلمان کی عزت و آبرو کی طرح محفوظ تھی۔

23 ذی الحجہ کی فجر کی نماز میں ایک مجوسی نے دوران نماز جب آپ امامت کر رہے تھے، ایک زہریلے خنجر سے آپ پر وار کیا، آپ نے پکار کر کہا '' پکڑ لو اس کتے کو، جس نے مجھے مار دیا''، یہ کہہ کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو مصلی کی طرف بڑھا، اور خود زمین پر گر پڑے اور آپ کے جسم سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے، اس ملعون مجوسی نے مسجد میں بارہ آدمیوں کو زخمی کر کے وہیں خودکشی کر لی۔ علاج کے باوجود افاقہ نہیں ہو رہا تھا، اس دوران اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اماں عائشہ رضی اللہ عنھا کے پاس جا کر کہیں کہ عمر کی خواہش ہے کہ انہیں اپنے رفقاء کے جوار میں دفن ہونے کی اجازت دے دی جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پیغام سننے کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا کہ ''بخدا یہ جگہ میں نے اپنے لیے منتخب کر لی تھی، لیکن آج کے دن میں یہ قربان کئے دیتی ہوں''، جب کہ امر خلافت کے حوالے سے امیر المؤمنین نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن، حضرت سعد بن وقاص، حضرت زبیر بن عوام، اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ پر مشتمل چھ رکنی کونسل تشکیل دی، اور ضروری ہدایات کے ساتھ آپ نے فیصلہ ان کے سپرد کر دیا تھا، اسی طرح بیت المال سے اپنی اور اہل و عیال کی ضروریات کے لی گئی رقوم جو چھیاسی ہزار بنتی تھی عبداللہ کو وصیت کی کہ میرے بعد واپس کر دینا۔ یکم محرم الحرام 24 ہجری کو آپکی شہادت ہوئی اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی تدفین ہوئی، اور یوں عدل و انصاف کا آفتاب و مہتاب غروب ہو گیا۔

یهودیوں کا سیاسی طریقۂ کار

لونس برگ (Lones Berg) اپنی کتاب روس میں یہودی (RussiaJews in) کے صفحہ (۱۳۱) پر لکھتا ہے کہ: روسی یہودیوں نے فریڈریک دی گریٹ (Fredereck The Great) کی پالیسی کے نتیجے میں کافی دولت جمع کر لی تھی کیوں کہ ضرورت کے وقت وہ یہودیوں سے روپیہ حاصل کیا کرتا تھا۔

یورپ کی سبھی جنگوں کی طرح انہوں نے اس کی سات سالہ جنگ کے لیے سرمایہ فراہم کیا تھا اور اس کے ذریعہ اس ملک کے معاشرہ میں کافی دولت سرپرستی اور رسوخ حاصل کر لیا تھا، دولت مند روسی یہودیوں نے برلن میں فرانسیسی زبان سیکھی اور ان میں پہل کرنے والی دولت مند یہودیوں کی لڑکیاں تھیں، ان کے والدین نے اس کی افادیت کے پیش نظر اس پر کوئی اعتراض اس لیے نہیں کیا کہ فرانسیسی زبان یورپین تہذیب کی کلید کی حیثیت رکھتی تھی، اولاً ان نوجوان یہودی دوشیزاؤں نے اپنی فرانسیسی دانی کا فائدہ اٹھا کر ان فوجی افسران اور درباری حسن پرست امراء سے تعلقات قائم کیے جو ان کے والد سے روپیہ ادھار لینے آیا کرتے تھے بعد میں انہوں نے اپنی فرانسیسی دانی سے فائدہ اٹھا کر اس زبان کی ادبیات عالیہ اور جدید فرانسیسی ادیبوں کی تحریروں سے واقفیت حاصل کی۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ روسی نوجوانوں کے لیے فرانسیسی ادب میں بہت جاذبیت تھی کیوں کہ یہ صرف فیشن اور تہذیب کی علامت تھا، بلکہ قانونی مساوات کی جانب رہنمائی کرتا تھا۔

اٹھارہویں صدی کے ایک یہودی نے کہا تھا کہ دنیا تبدیل ہو رہی ہے، کسی شخص کی حیثیت کا اندازہ ایک زمانہ میں اس خاندان اور مرتبہ سے کیا جاتا تھا، لیکن اب اس کا معیار دولت ہے، یہودیوں نے اپنے مفاد میں کس صورت سے انقلاب فرانس کے لیے ذہن بنایا، وہ تاریخ کا حصہ ہے، اس بات کے بے شمار ثبوت موجود ہیں کہ کس صورت سے یہودیوں نے انقلاب فرانس کا اسٹیج تیار کیا، لڑکیوں کے ذریعہ اہل علم و اہل قلم کا تعاون حاصل کیا گیا اور ان ہی لڑکیوں کے ذریعہ فوجی افسروں اور امرائے کے دربار تک رسائی حاصل کی گئی، دولت کے ذریعہ جنگوں میں سرمایہ مہیا کر کے ہتھیاروں تک ان کے ہاتھ پہنچ گئے، بلکہ ہتھیاروں کی تجارت میں ان کا ایک مقام پیدا ہو گیا، ان کا طریقہ کار یہ رہا ہے کہ غیر قوموں کے مایوس، مفلوک الحال، بھوکے، ننگے افراد کو جھوٹے نعروں سے فرضی اور وہمی احساس محرومی کا شکار بناتے ہیں اور اشتعال انگیز لٹریچر کے ذریعے کم پڑھے لکھے، ناپختہ ذہن نوجوانوں کو انجام سے بے خبر کر کے بغاوت کرا دیتے ہیں، اس سے ان کو سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی تو دوسری قوم کے مرتے ہیں، لیکن سیاسی اور مادی فائدے یہودیوں کو حاصل ہوتے ہیں اور ان بھولے بھالے معصوم، کم عقل نوجوانوں کو محرومی اور موت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ)

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

تعلیم و روزگار

ہندوستان-پاکستان کے درمیان مذاکرات کرانا چاہتا ہے امریکہ

امریکی محکمہ خارجہ نے بدھ کو ایک بیان میں کہا ہے کہ امریکہ ہندوستان-پاکستان کے درمیان مذاکرات شروع کرنے کا حامی ہے۔وزارت خارجہ کے ترجمان میتھیو ملر نے صحافیوں سے بات چیت میں کہا کہ جیسا کہ ہم نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہم ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تشویش والے معاملات پر راست بات چیت کی حمایت کریں گے۔خاص بات یہ ہے کہ امریکہ کا یہ بیان ایک ایسے وقت سامنے آیا ہے، جب جموں کشمیر سے آرٹیکل 370 ہٹانے کی پانچ اگست کو سالگرہ ہے۔ پاکستان کے وزیر اعظم شہباز شریف نے حال ہی میں اپنے ایک بیان میں ہندوستان کے ساتھ مذاکرات کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ پاکستانی وزیر اعظم کے اس بیان پر امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان سے سوال کیا گیا۔ پیر کو اسلام آباد میں معدنیات کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، جس میں پاکستان کے وزیر اعظم شہباز شریف نے کہا کہ وہ ملک کی تعمیر نو کے لیے پڑوسی ممالک سے بات چیت کے لیے تیار ہیں۔ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے جب امریکہ نے ہندوستان-پاکستان کے درمیان بات چیت کی حمایت کی ہو۔اسی سال مارچ میں بھی امریکہ کے محکمہ خارجہ کے سابق ترجمان نیڈ پرائس نے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ امریکہ دونوں ممالک میں بات چیت کرانے کے لیے تیار ہے لیکن پہلے اس کے لیے دونوں ملک تیار ہوں۔ نیڈ پرائس نے کہا تھا کہ امریکہ دونوں ممالک کے تعاون کے طور پر بات چیت کے لیے ثالثی کرنے کے لیے تیار ہے۔(نیوز-18)

روس کی شرکت کے بغیر سعودی میزبانی میں یوکرین پر امن مذاکرات

سعودی عرب یوکرین کے حوالے سے پانچ اور چھ اگست کو اپنے بندرگاہی شہر جدہ میں کثیر الملکی مذاکرات کی میزبانی کررہا ہے۔ان مذاکرات میں شرکت کے لیے تقریباً 30 ممالک کے حکام کو مدعو کیا گیا ہے۔ برکس ممالک یعنی برازیل، بھارت اور جنوبی افریقہ کے علاوہ دیگر ملکوں انڈونیشیا، میکسیکو، زیمبیا، مصر، برطانیہ، پولینڈ کی حکومتوں اور یورپی یونین کے نمائندوں نے اس بات چیت میں شرکت کی تصدیق کی ہے۔ یہ واضح نہیں ہے کہ چین ان مذاکرات میں شرکت کرے گا یا نہیں۔ البتہ یوکرین تنازعے کے ایک مرکزی فریق روس کو اس ایونٹ میں شرکت کے لیے مدعو نہیں کیا گیا۔ایک جرمن غیر سرکاری تنظیم کونراڈ آڈے ناؤر فاؤنڈیشن کے مشرق وسطی کی پالیسی کے مشیر زیمون اینگلکیس نے کہا،''یہ اقدام ایک ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب سعودی عرب خود کو مذاکرات اور تنازعات کے حل کے لیے ایک محرک قوت کے طور پر دکھانا چاہتا ہے۔''سعودی عرب روایتی طور پر ہمیشہ سے مغربی ممالک اور سب سے بڑھ کر امریکہ کا اتحادی رہا ہے، لیکن یہ ملک چین کے ساتھ ساتھ روس کے ساتھ بھی اچھے تعلقات رکھتا ہے۔ پچھلے کچھ عرصے سے سعودی عرب کے مغرب کے ساتھ تعلقات زیادہ ترکشیدہ رہے ہیں۔ چونکہ سعودی عرب نے اب تک روس کے خلاف پابندیوں اور اس کے نتیجے میں تیل کی قیمتوں میں اضافے کا فائدہ اٹھایا ہے، اس لیے یوکرین کی جنگ پر بات چیت کسی بھی اور چیز سے زیادہ اس کے لیے وقار کا مسئلہ ہو سکتی ہے۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

امریکی پارلیمنٹ میں اسلام کو عظیم مذہب تسلیم کرنے کیلیے قرارداد جمع

امریکی کانگریس میں اسلام کو عظیم مذہب تسلیم کرنے سے متعلق قرارداد ٹیکساس سے منتخب ہونے والے ال گرین نے جمع کرادی جس کی حمایت مسلم خاتون ارکان الہان عمر اور راشدہ طیب سمیت آندرے کارسن نے کی۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق امریکی کانگریس میں جمع کرائی گئی قرارداد کے مندرجات میں کہا گیا ہے کہ اس قرارداد کا مقصد امریکی معاشرے میں اسلامی عقیدے کی بہتر تفہیم اور احترام کو فروغ دینا ہے۔قرارداد میں کہا گیا ہے کہ قرآن پاک اسلام کے ماننے والوں کی الہامی کتاب ہے جسے مسلمان اپنے رب کی ہدایت پر مشتمل کتاب مانتے ہیں۔قرارداد میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسلام دنیا کا دوسرا سب سے بڑا اور تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے۔ دنیا میں تقریباً 2 ارب جب کہ امریکہ میں 350000 مسلمان ہیں۔قرارداد کے متن میں کہا گیا ہے کہ اسلام کے معنی امن اور اللہ کی مرضی کے سامنے سرخم تسلیم کرنا ہے جو اسلام کے بنیادی اصولوں اور مسلم کمیونٹی کے طریقوں اور روایات کا احاطہ کرتا ہے۔ یاد رہے کہ گزشتہ ماہ کے آخر میں کانگریس رکن ال گرین کی جمع کرائی گئی قرارداد کی حمایت آندرے کارسن، الہان عمر اور راشدہ طلیب نے کی۔قرارداد جمع کرانے والے رکن پارلیمنٹ ال گرین نے سابق صدر ٹرمپ کے مسلم ممالک سے امیگریشن پر پابندی کے حکم اور اسلام کو بنیاد پرست عقیدے کے طور پر برانڈ کرنے کے 2015 کے اقدام کی بھی مخالفت کی تھی۔ سویڈن اور ڈنمارک میں بار بار ہونے والی قرآن کی بے حرمتی اور فرانس میں گستاخانہ خاکوں کے تناظر میں اس قرارداد کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے جس سے اسلاموفوبیا کے واقعات میں روک تھام بھی ممکن ہو سکے گی۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

امارت پبلک اسکول امارت شرعیہ کے لیے

ضرورت اساتذہ کرام (برائے عربی زبان)

حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی کی ہدایت پر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے ذریعہ چلائے جارہے اسکولوں میں عربی زبان پڑھانے کے لیے مستند اداروں سے سند یافتہ عالم کی ضرورت ہے جو عربی زبان پڑھانے پر دسترس رکھتے ہوں اور امارت شرعیہ کی فکر اور مزاج سے ہم آہنگ ہوں۔ خواہش مند امیدوار اپنا بایوڈاٹا اور اسناد کی فوٹو کاپی ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے پتہ پر ارسال کردیں۔ اور ساتھ ہی ای میل کے ذریعہ بھی مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر بھیج دیں۔ ساتھ ہی حضرت امیر شریعت کے نام ایک درخواست بھی منسلک کردیں۔ انٹرویو کی تاریخ سے آپ کو بذریعہ فون مطلع کردیا جائے گا۔ مزید معلومات کے لیے فون نمبر 9472077527 پر رابطہ کریں۔

ڈاک کا پتہ: ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ، بہار-801505

ای میل آئی ڈی: nazimimaratshariah@gmail.com

بہار قانون ساز کاؤنسل میں 172 عہدوں کیلئے درخواست 21 اگست تک

بہار قانون ساز کاؤنسل کے اشتہار نمبر 01/2023، 02/2023، 03/2023، 04/2023 کے ذریعہ رپورٹر (16) اسسٹنٹ (30) معاون قانون ساز (1) ڈاٹا انٹری آپریٹر (40) لوور کلاس کلرک (9) چوکیدار (52) ڈرائیور (4) دفتری ملازم (6) دربان (1) فراش (6) اسٹور کیپر (3) اور گارڈز (4) کے کل 172 عہدوں کیلیے درخواست طلب کی گئی ہے۔ ماہر تعلیم اور بی پی ایس سی کے ممبر جناب امتیاز احمد کریمی نے کچھ تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ بہار ودھان پریشد کے عہدہ رپورٹر کے لیے 16 اسامیاں ہیں، جس کے لیے تعلیمی لیاقت کسی بھی تسلیم شدہ یونیورسٹی یا بورڈ سے کسی بھی شعبے میں گریجویٹ اور شارٹ ہینڈ میں 150 الفاظ فی منٹ ہندی، انگریزی ٹائپنگ 35 الفاظ فی منٹ نیز AICTE/DEOACC/NIELIT کے ذریعہ تسلیم شدہ کمپیوٹر کورس میں سرٹیفکٹ حاصل کیا ہوا ہو۔ چوکیدار اور ڈرائیور کے لیے کسی بھی تسلیم شدہ بورڈ سے انٹرمیڈیٹ یا اس کے مساوی امتحان پاس، دفتری ملازم، فراش، سوئیپر، گارڈ وغیرہ کے لیے میٹرک پاس یا اس کے مساوی امتحان پاس ہونا چاہئے۔ آن لائن فارم بھرنے یا دیگر تفصیلات جاننے کے لئے بہار وِدھان پریشد کے آفیشیل ویب سائٹ www.biharvidhanparishad.gov.in پر جائیں۔ آن لائن فارم بھرنے کا عمل 25 جولائی 2023 سے جاری ہے اور 21 اگست 2023 آخری تاریخ ہے۔ عمر 2023-01-01 کو 18 سال سے 37 کے درمیان مقرر ہے اور خاتون کے لئے 40 سال ہے۔ EBC/BC/مرد و خواتین کے لئے 40 سال اور SC/ST امیدوار کے لئے عمر کی حد 42 سال ہے۔ انہوں نے کہا کہ الگ الگ زمرہ کے لئے امتحانی فیس 600، 400، اور 150 روپئے ہیں۔ جناب کریمی صاحب نے تمام اہل امیدواروں سے کہا ہے کہ وہ ضرور فارم بھریں، دل و جان سے محنت کریں، محنت سے کامیابی ملتی ہے۔ پڑھائی کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہنا چاہئے۔

اے ایم یو میں ہی حاشیہ پر اردو، پی ایچ ڈی کورس میں سیٹیں ہوئیں صفر

اردو تحریک میں اہم کردار ادا کرنے والی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ہی اردو حاشیہ پر ہے۔ عالم یہ ہے کہ موجودہ تعلیمی سیشن کے پی ایچ ڈی کورس میں اردو کی نشستیں صفر کردی گئی ہیں۔ اے ایم یو میں اردو کی سیٹیں صفر کرنے پر لوگوں نے حیرت کا اظہار کیا ہے۔ دوسری جانب شعبہ اردو کے سربراہ کا کہنا تھا کہ وہ اس حوالے سے یونیورسٹی انتظامیہ سے خط و کتابت کررہے ہیں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ پی ایچ ڈی میں اردو کی نشستیں جلد ہی بحال ہو جائیں گی۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق تعلیمی سال 2022-23 میں شعبہ اردو میں پی ایچ ڈی کے داخلے کے لئے ایک بھی سیٹ جاری نہیں کی گئی ہے۔ اے ایم یو کے شعبہ اردو میں پی ایچ ڈی کی نشستیں صفر ہونے سے ان طلبہ کی پریشانیاں بڑھ گئی ہیں، جو برسوں سے داخلے کی تیاری کررہے ہیں۔ ریسرچ کی تیاری کررہے ایک طالب علم نے بتایا کہ اے ایم یو کی طرف سے جاری نوٹس میں اردو میں ریسرچ کے لئے ایک بھی سیٹ جاری نہیں کرنا افسوسناک ہے، اردو میں ریسرچ کے لئے ایک بھی سیٹ نہیں ہونے کی وجہ سے طلبہ میں بے چینی پیدا ہوگئی ہے، کئی طلبہ دو سال سے مسلسل تیاری کررہے تھے۔ شعبہ اردو میں 150 طلبہ مختلف موضوعات پر ریسرچ کررہے ہیں، ایک پروفیسر اپنی رہنمائی میں آٹھ طلبہ کو ہی پی ایچ ڈی کرا سکتے ہیں۔ اردو محکمہ میں 18 میں سے 14 اسامیاں خالی ہیں۔

مولانا آزاد فیلوشپ کے بعد ''پڑھو پردیش اسکیم'' بھی بند

وزارت اقلیتی امور میں اسکیموں کی کٹوتی کا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے، مولانا آزاد فیلوشپ کے بعد وزارت کی جانب سے بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے کے لیے سستا قرض دیے جانے کی اسکیم ''پڑھو پردیش'' کو بھی بند کردیا گیا ہے۔ مرکزی وزیر برائے اقلیتی امور اسمرتی ایرانی نے پارلیمنٹ میں بتایا کہ ''پڑھو پردیش'' اسکیم کو بند کردیا گیا ہے۔ وزارت کی جانب سے بتایا گیا ہے کہ اقلیتی امور کی وزارت نے خاص طور پر چھ مطلع شدہ اقلیتی برادریوں کو سماجی و معاشی اور تعلیمی طور پر بااختیار بنانے کے لیے، ملک بھر میں پری میٹرک، پوسٹ میٹرک اور میرٹ-کم-مینز اسکالرشپ اسکیموں سمیت مختلف اسکیمیں نافذ کی ہیں۔ قومی اقلیتی ترقی اور مالیاتی کارپوریشن (این ایم ڈی ایف سی)، اقلیتی امور کی وزارت کے تحت ایک پی ایس یو، بیرون ملک تعلیم کے لیے، کم شرح سود پر، خاص طور پر اقلیتی برادریوں سے تعلق رکھنے والے طلبہ کو تعلیمی قرض فراہم کرتا ہے۔ یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ''پڑھو پردیش اسکیم'' کے تحت استفادہ کنندگان کو حاصل ہونے والی سود کی مراعات کے فوائد محدود تھے اور یہ بھی کہ دیگر وزارتوں کے ذریعہ لاگو کی جارہی اسی طرح کی دیگر اسکیموں کے ساتھ ایک اسی طرح کی دستیاب سہولت ہے، ان میں سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کی وزارت اور قبائلی امور کی وزارت، جو اقلیتی برادری کے اہل طلبہ پر بھی لاگو ہوتی ہے، شامل ہیں۔ مذکورہ بالا محدود فوائد اور کم شرح سود پر تعلیمی قرض حاصل کرنے میں آسانی کے پیش نظر، 2022-23 کے بعد سے 'پڑھو پردیش اسکیم' کو بند کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

مضمون نگاروں سے گذارش

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان ہفت روزہ ''**نقیب**'' کے پرنٹر پبلیشر، مختلف شعبوں کے ذمہ دار، امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندویؒ کے سانحۂ ارتحال پر حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے حکم کے مطابق نقیب کا خصوصی نمبر جلد شائع ہونے والا ہے، اس لئے اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ ان کی علمی، دینی و ملی خدمات کے کسی ایک پہلو پر اپنی نگارشات **۱۵/اگست ۲۰۲۳ء** تک مندرجہ ذیل ای میل یا واٹس ایپ پر ارسال فرمائیں، مضمون مختصر اور جامع ہو، ہم آپ کے اس علمی تعاون کے شکر گذار ہوں گے (منیجر نقیب)

واٹس ایپ نمبر: *9576507798*۔ ای میل: E-mail, *naqueeb.imarat@gmail.com*

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

گروگرام میں ماب لنچنگ اور ممبئی ٹرین میں پولیس کے ذریعہ شہید کئے گئے بہار کے سپوتوں کی مدد کیلئے حکومت بہار آگے آئے : مولانا محمد شبلی القاسمی

گروگرام میں ماب لنچنگ کے ذریعہ شہید کردیے گئے حافظ سعد کے جنازہ میں شریک ہوا امارت شرعیہ کا وفد

گروگرام کی انجمن مسجد کے بائیس سالہ جواں سال نائب امام وموذن حافظ سعد کو یکم اگست کی رات بارہ بجے کے قریب دوسو سے زائد فرقہ پرستوں نے ماب لنچنگ کر کے شہید کردیا، اور مسجد کو بھی نذر آتش کردیا، حافظ سعد شہید بہار کے سیتامڑھی ضلع کے ایک چھوٹے سے گاؤں منیاڈیہہ کے رہنے والے تھے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری پٹنہ سے ایک وفد قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی قیادت میں نماز جنازہ میں شریک ہوا۔ اس وفد میں مولانا وصی احمد قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ، مولانا محمد صابر حسین قاسمی کارکن امارت شرعیہ اور جناب محمد محفوظ شامل تھے۔ جنازہ کی نماز قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے پڑھائی، انہوں نے نماز سے قبل اہل خانہ سے اور علاقہ والوں سیامیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب اور امارت شرعیہ کی جانب سے تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ بہت ہی دلدوز حادثہ ہے، اور ملک میں پھیل رہی نفرت اور فرقہ وارانہ ذہنیت کا پیش خیمہ ہے، انہوں نے کہا کہ ہم سب لوگ شہید حافظ سعد صاحب کے اہل خانہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ان شاء اللہ ظالم کیفر کردار کو پہونچیں گے اور شہید کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ حافظ سعد بہت ہی نیک، صالح اور علاقہ میں مقبول شخص تھے، وہ امن اور بھائی چارہ کے علمبردار تھے، ان کی دلکش آواز میں امن کا پیغام دیتی ہوئی نظم (ہندو مسلم سب مل کر کھائیں اک تھالی میں، ایسا ہندوستان بنادے یا اللہ) سوشل میڈیا پر وائرل ہو رہی ہے۔ ایسے صالح اور امن کا پیغام دینے والے نوجوانوں کا نفرتی درندوں کے بھینٹ چڑھ جانا پورے ملک کو شرمسار کرتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نفرت کی آگ جو سیاست دانوں نے لگائی ہے اور جس پر روزانہ میڈیا پٹرول ڈال رہی ہے، ایک دن پورے ملک کے امن وسکون کو خاکستر کردے گی۔ امارت شرعیہ کے اس وفد نے ملک سے محبت کرنے والوں اور ملک میں امن چاہنے والے تمام ہندو مسلم بھائیوں سے پر درد اپیل کی ہے کہ خدارا اس نفرت کی آگ کو سب مل کر بجھائیں ورنہ یہ آگ ہم اور آپ کے دروازہ تک بھی پہونچ جائے گی۔ انہوں نے حکومت بہار سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ ریاست کے لوگوں کی حفاظت کرنا بھی ریاست کی ذمہ داری ہے، اس لیے حکومت بہار سے ہماری درخواست ہے کہ وہ شہید حافظ سعد کو انصاف دلانے کے لیے حکومتی سطح پر اقدام کرے اور ان کے اہل خانہ کو مناسب معاوضہ بھی دیا جائے۔ ان کے اوپران کے بوڑھے ماں باپ اور جوان بہنوں کی ذمہ داری تھی، ان کے قتل سے ان کے خاندان کے لوگوں کے لیے اب کوئی سہارا نہیں بچا ہے، اس لیے ان کے گھر سے ایک فرد کو سرکاری نوکری بھی دی جائے۔ انہوں نے ہریانہ کی حکومت اور مرکزی حکومت سے اپیل کی ہے کہ جن درندوں نے ظالمانہ طریقہ سے اس بے گناہ نوجوان کو قتل کیا، مسجد میں آگ لگائی اور کئی لوگوں کو بری طرح زدوکوب کیا جو ابھی بھی اسپتال میں زندگی کی لڑائی لڑ رہے ہیں، ایسے درندوں پر سخت سے سخت کارروائی کی جائے اور انہیں عدالت سے سزائے موت دلوائی جائے، تاکہ آئندہ کوئی بھی ایسی حرکت کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ یہ وفد وہاں سے ایک سنکی آر پی ایف جوان کے ہاتھوں جے پور ممبئی اکسپریس ٹرین میں شہید ہوئے مدھوبنی ضلع کے بسفی بلاک میں واقع پربتا کے رہنے والے اصغر علیکے گھر بھی گیا اور ان سے بھی اظہار تعزیت کیا اور حضرت امیر شریعت کی طرف سے صبر وتسلی کے کلمات پیش کیے۔ نیز حکومت سے ان کو بھی انصاف دلانے کا پرزور مطالبہ کیا، نیز وزارت ریلوے سے مطالبہ کیا کہ ان کے اہل خانہ کو بھرپور معاوضہ دیا جائے اور ان کے خاندان کے ایک فرد کو سرکاری نوکری دی جائے۔ نیز حکومت سے مطالبہ کیا کہ ایسے نفرتی ذہن کے پولیس والے پر سخت کارروائی کرتے ہوئے اس کو عدالت سے سزائے موت دلوائی جائے، تاکہ اس واقعہ کے ذریعہ پولیس کے اوپر سے لوگوں کا جو اعتماد مجروح ہوا ہے، وہ دوبارہ بحال ہو سکے۔

تحمل وبرداشت عفوودرگزر اور انسانیت نوازی کا ماحول بنائیں : مولانا محمد شبلی القاسمی

دربھنگہ کے ہنومان نگر وسنگھوارا بلاک میں امارت شرعیہ کا جاری دعوتی واصلاحی پروگرام بحسن وخوبی اختتام پذیر

حضرت امیر شریعت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ العالی کے حکم و ہدایت پر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، پھلواری شریف، پٹنہ کا گزشتہ 22/ جولائی سے دربھنگہ کے سنگھوارا و ہنومان نگر بلاک کے مختلف مسلم مواضعات کا اصلاحی و دعوتی پروگرام کا سلسلہ کل شب تک جاری رہا۔ اور علاقے کی مشہور آبادی رتن پورہ میں یہ پروگرام بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوگیا۔ پروگرام کی ابتداء بردی پور سے ہوئی اور ترتیب وار یہ پروگرام درج ذیل مقامات پر منعقد ہوئے جن میں سمری، بستوارہ، منیہاس، رامپورہ، شکرپور، کورونی، بھپورہ، بیل پکونا، اسلام پور سنہ پور بزرگ، نستہ، کمل پور، نرسرا، سدا سپور، دھرنی پٹی کریم گنج، کٹھلیا اور تارا الہی کے نام قابل ذکر ہیں۔

واضح رہے کہ یہ سارے پروگرام جناب مولانا احمد حسین قاسمی مدنی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں منعقد ہوئے۔ اس پروگرام کے ذریعے عام مسلمانوں کو اسلامی احکامات پر عمل کرنے اور شریعت کو اپنی زندگی میں اتارنے، اتحاد امت، دینی وعصری تعلیم پر توجہ دینے کی ترغیب دی گئی۔

اس وفد کا آخری پروگرام ہنومان نگر بلاک کے سریار تنپورہ میں منعقد کیا گیا؛ جہاں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے بھی شرکت کی۔ واضح رہے کہ آپ موصوف جناب مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ کے ساتھ مال پٹی کے حالیہ تشدد کا جائزہ لینے اور حالات کو بہتر بنانے کے لیے پہنچے تھے۔ مجمع عام سے خطاب کرتے ہوئے اس موقع پر جناب قائم مقام ناظم صاحب نے لوگوں کو سماج اور ماحول کو بہتر بنانے کی جانب متوجہ فرمایا، آپ نے حالات حاضرہ اور مسلمانوں کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ عفو ودرگزر تحمل وبرداشت اور انسانیت نوازی کا ماحول قائم کریں، اپنی نئی نسل کو اعلی تعلیم دلانے کی پوری کوشش کریں اسی کے ساتھ تجارت اور ذریعہ معاش کی نئی راہوں کو تلاش کریں امارت شرعیہ کیا کرتی ہے اور اس کا اصل کام کیا ہے اس پر آپ نے بڑی جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی اور کہا کہ امارت شرعیہ برائے ریلیف تنظیم نہیں بلکہ؛ مسلمانوں کو شرعی اور باوقار زندگی گزارنے کی دعوت دینے کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ دوسری جانب حضرت مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت نے لوگوں کو تعلیم پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ آدھا پیٹ کھائیں؛ مگر اپنے بچوں کو اعلی تعلیم دلائیں! اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نئی نسل ترقی کرے اور عزت وسرفرازی کی زندگی گزارے تو آپ پر فرض ہے کہ آپ ان کرسیوں پر اپنے بچوں کو پہنچائیں جہاں سے قوم کی تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اس وفد کے قائد جناب مولانا احمد حسین قاسمی مدنی صاحب نے امارت شرعیہ کے اس اصلاحی ودعوتی دورہ کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ امارت شرعیہ چاہتی ہے کہ ہر بستی اور سماج کی اصلاح اور ترقی ہو، سماج میں آئی ہوئیں برائیاں ختم ہوں ایک انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے اور ہر مسلم آبادی خود اس قابل بنے کہ وہ اپنے تمام مسائل کو حل کرنے کی پوزیشن میں ہو۔ وفد میں شامل دربھنگہ شہر کے قاضی شریعت جناب مولانا مفتی محمد ارشد علی رحمانی نے امارت شرعیہ کی شرعی حیثیت اور اطاعت امیر پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کی زندگی کی اصل طاقت وحدت واجتماعیت ہے، امارت شرعیہ کا نظام ہندوستان کے مسلمانوں کو ہر گھڑی اجتماعیت اور وحدت کی دعوت دیتا ہے، اسی طرح آپ نے خواتین کو دین اسلام سے وابستہ ہونے اور پردہ کو اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلم بیٹیاں اپنے دوپٹے کو حضرت فاطمہ کی چادر سمجھیں۔ وفد میں شریک امارت شرعیہ مرکزی دارالقضا سے تشریف لائے ہوئے جناب مولانا عبداللہ انس قاسمی صاحب نے مسلمانوں کو اسلام میں پورے طور پر داخل ہونے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ آج مسلمانوں کی بدحالی کا واحد سبب اسلام اور قرآن سے دوری ہے۔ جبکہ ان تمام اجلاس کی نظامت وترتیب کے فرائض جناب مولانا شعیب عالم قاسمی اور جناب حافظ عبدالحق رحمانی صاحب نے انجام دیے۔ آخر میں تنظیم امارت شرعیہ ہنومان نگر بلاک کے صدر محترم جناب محامد حسین صاحب نے امارت شرعیہ کے وفد کا بھرپور استقبال کیا اور امارت شرعیہ کے استحکام میں اپنا مخلصانہ کردار ادا کیا۔ اس پروگرام میں علاقے کے علماء کرام، ائمہ مساجد اور مسلمانوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ پروگرام کا اختتام جناب قائم مقام ناظم حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی دعا پر ہوا۔

امارت شرعیہ کی کوشش سے اسکولوں میں داڑھی سے متعلق حکم نامہ واپس

امارت شرعیہ کی بروقت توجہ اور مداخلت کی وجہ سے اسکولوں میں داڑھی بڑھا کر آنے پر روک اور پکڑے جانے پر ایک دن کی تنخواہ کاٹ لئے جانے سے متعلق بیگوسرائے کی ڈی ای او شرمیلا رائے نے اپنا حکم نامہ واپس لے لیا ہے۔

دراصل اس طرح کا حکم نامہ ڈی ای او نے 28 جولائی کو اپنے مراسلہ نمبر 2796 کے ذریعہ جاری کیا تھا جس کے بعد امارت شرعیہ سمیت دیگر تنظیموں نے اس کی سخت مخالفت کی۔ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی نے سنیچر کو وزیر اعلی نتیش کمار، نائب وزیر اعلی تیجسوی یادو اور وزیر تعلیم کو خط لکھ کر بیگوسرائے کے ڈی ای او کے ذریعہ جاری حکم نامے کی سخت مخالفت کی اور اس حکم نامے کو واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ معاملہ روشنی میں آنے کے بعد ریاست کے چیف سکریٹری عامر سبحانی صاحب نے اس معاملے میں مداخلت کی اور بیگوسرائے کے ڈی ای او کے ذریعہ جاری حکم نامہ واپس لے لیا گیا ہے، جس سے اساتذہ نے راحت کی سانس لی۔

واضح ہو کہ داڑھی سے متعلق بیگوسرائے ڈی ای او نے حکم جاری کیا تھا کہ ضلع کے اسکولوں میں اگر اساتذہ داڑھی کے ساتھ اسکول آتے ہیں تو ان کی ایک دن کی تنخواہ کاٹ لی جائیگی۔ ساتھ ہی اساتذہ کو جینز اور ٹی شرٹ پہن کر اسکول آنے پر روک رہے گی۔ اس کے ساتھ ہی ڈی ای او نے معلمات کے کپڑوں کے حوالے سے بھی حکم نامہ جاری کردیا ہے۔ ڈی ای او کے حکم کے مطابق ضلع میں خواتین کے بھڑ کیلے اور چمکدار لباس پہن کر اسکول آنے پر پابندی ہوگی۔ معلمات کو صرف ہندوستانی لباس پہن کر اسکول آنے کا حکم دیا گیا تھا۔ دوسری طرف بیگوسرائے ڈی ای او کے اس حکم پر اساتذہ یونین نے بھی ناراضگی ظاہر کی ہے۔ داڑھی سے متعلق حکم جاری کئے جانے پر اساتذہ بھی ناراض تھے۔ امارت شرعیہ نے اس کا سخت نوٹس لیتے ہوئے وزیر اعلیٰ سمیت حکومت کے وزراء اور اعلیٰ افسران کو خط لکھا کہ سکھ برادری اور مسلم کمیونٹی میں مردوں کے لیے داڑھی رکھنا ایک مذہبی حکم ہے اور یہ نہ صرف ان کے مذہبی عقیدے، ثقافت اور ان کی شناخت سے جڑا معاملہ ہے بلکہ یہ آئین میں دی گئی آزادی کا بھی معاملہ ہے۔ ڈی ای او بیگوسرائے کی یہ ہدایت ان کمیونٹیز کے اساتذہ کی مذہبی، ثقافتی اور آئینی آزادی کی خلاف ورزی ہے۔ اس لیے یہ واضح ہونا چاہیے کہ آیا ضلع تعلیمی افسر بیگوسرائے نے حکومت کی کسی ہدایات کی روشنی میں یہ ہدایت نامہ جاری کیا ہے، اگر ایسا ہے تو اسے سامنے آنا چاہیے۔ اور اگر انہوں نے یہ حرکت حکومت کو بتائے بغیر اپنے من مانی طریقے سے کی ہے تو ان سے سخت پوچھ گچھ کی جائے کہ انہوں نے حکومت کو بدنام کرنے کے لیے یہ حرکت کیوں کی اور سخت تعزیری کارروائی کے ساتھ ساتھ انہیں فوری طور پر برطرف کیا جائے اور اگر حکومت نے ایسی کوئی ہدایت جاری کی ہے تو ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس غیر منصفانہ اور عام آدمی کی آزادی کی خلاف ورزی کرنے والی ہدایات کو جلد از جلد واپس لیا جائے۔

Scanned with CamScanner

ہریانہ میں پرتشدد واقعات سے بھارت کی ساکھ کو نقصان

عامر انصاری (بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

دہلی کے نواحی شہر گروگرام میں پرتشدد واقعات کے بعد سینکڑوں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے دفاتر والے اس شہر میں خوف پیدا ہو گیا ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق ان واقعات سے بھارت کی ساکھ اور اقتصادی ترقی دونوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ گوگل، امریکن ایکسپریس، ڈیل، سامسنگ اور ارنسٹ اینڈ ینگ جیسی متعدد ملٹی نیشنل کمپنیوں کے دفاتر بھی یہاں ہیں۔

اٹھائیس سالہ عزیر (تبدیل شدہ نام) 2019 سے گروگرام میں مقیم ہیں اور ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں کے برانڈز کی ڈیجیٹل اور پرفارمینس مارکیٹنگ کی ایجنسی چلاتے ہیں۔ وہ گروگرام (سابقہ گڑگاؤں) کے سیکٹر 26 کی ایک محفوظ سوسائٹی میں رہتے ہیں اور اپنی ظاہری مسلم شناخت مثلاً داڑھی رکھنے اور ٹوپی پہننے وغیرہ سے پرہیز کرتے ہیں۔ عزیر نے ڈی ڈبلیو سے بات چیت کرتے ہوئے کہا، ''بالعموم جو مسلمان داڑھی رکھتے اور ٹوپی پہنتے ہیں، ان کے ساتھ امتیازی رویہ زیادہ دیکھنے میں آتا ہے اور یہ جھجک ہمیشہ لاحق رہتی ہے کہ ہر کسی کو اپنا پورا نام نہ بتایا جائے یا پھر اسلامی طرز تخاطب یعنی کھل کر سلام کرنے سے بچا جائے۔'' عزیر کہتے ہیں کہ یہ علاقہ پہلے سے ہی مذہب کی بنیاد پر تفریق کے حوالے سے بدنام ہے۔ ''یہاں یوں بھی مسلمان کم تعداد میں ہیں، اس لیے اپنی شناخت بڑی حد تک چھپا کر رکھنا پڑتی ہے اور اگر مجبوراً شناخت ظاہر کرنا بھی ہو تو ایسا زیادہ واضح طور پر نہیں کیا جاتا۔''

عزیر کا حالانکہ یہ بھی کہنا تھا کہ وہ جس سوسائٹی میں رہتے ہیں، وہاں چند دیگر مسلمان بھی رہتے ہیں اور ایک مرکزی دروازے والی محفوظ سوسائٹی ہونے کی وجہ سے انہیں اپنی سکیورٹی کے حوالے سے بھی کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ تاہم جب ہریانہ کے میوات۔ نوح کے علاقے میں 31 جولائی کو تشدد کا سلسلہ شروع ہوا اور یہ بدامنی اگلے ہی دن گروگرام تک بھی پہنچ گئی، تو عزیر کے اہل خانہ نے فون کر کے انہیں فوراً اپنے آبائی علاقے جھارکھنڈ لوٹنے یا پھر کسی مسلم اکثریتی محلے میں منتقل ہو جانے کے لیے کہا۔ عزیر کا مگر کہنا ہے کہ وہ فی الحال تو اس سلسلے میں کچھ نہیں سوچ رہے ہیں تاہم جس طرح کے حالات ہیں، ان کے مدنظر آنے والے سالوں میں وہ اپنا بزنس مشرق وسطیٰ کے کسی ملک میں منتقل کرنے پر غور کریں گے۔

ونیت آرررائے کی صبح گوگل اور سوشل میڈیا پر گروگرام کے متعلق خبریں دیکھنے سے شروع ہوتی ہے۔ ونیت نیوز ویب سائٹس پر اپنے شہر کے بارے میں خبریں پڑھنے کے بعد ہی اپنے دن کی تیاری کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ پہلے ایسا نہیں کرتے تھے تاہم حالیہ دنوں میں جس طرح کے پرتشدد واقعات گروگرام میں پیش آئے، ان کے بعد یہ اب ان کا روزمرہ کا معمول بن گیا ہے۔ ایک پرائیویٹ پبلک ریلیشنز کمپنی میں کام کرنے والے 37 سالہ ونیت گروگرام کے سیکٹر 65 میں رہتے ہیں۔ ان کا گھر بادشاہ پور کے قریب ہے۔ 31 جولائی کو نوح۔ میوات میں مذہبی جلوس کے دوران پرتشدد واقعات کے اگلے ہی روز یعنی یکم اگست کو بادشاہ پور میں بھی پرتشدد واقعات پیش آئے تھے۔ ونیت ایک موسیقار بھی ہیں اور ریکارڈنگ کے لیے انہیں بادشاہ پور میں اپنے اسٹوڈیو میں بھی جانا پڑتا ہے۔ ونیت کہتے ہیں کہ جب بادشاہ پور میں پرتشدد واقعات ہوئے، تو وہ گھر پر ہی تھے اور سوشل میڈیا اور نیوز ویب سائٹس کے ذریعے مسلسل اپ ڈیٹس لے رہے تھے۔ ونیت نے ڈی ڈبلیو سے بات چیت کرتے ہوئے کہا، ''میں گزشتہ چار سال سے اس شہر میں رہ رہا ہوں اور یہاں رہتے ہوئے خود کو بہت محفوظ محسوس کرنے لگا تھا۔ بادشاہ پور میں، جہاں تشدد ہوا، وہاں سے میرا گھر صرف چار کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، اگر میں خبریں نہ دیکھتا، تو مجھے ان واقعات کا علم ہی نہ ہو پاتا، جب مجھے اس تشدد کا علم ہوا، تو میرے دل میں خوف سما گیا اور میں سوچنے لگا کہ گھر سے باہر جاؤں یا نہ جاؤں۔'' ونیت کا کہنا ہے کہ شہر میں جس طرح کا ماحول بنا تھا، اس کی وجہ سے ان کا خاندان جو راجستھان میں رہتا ہے، وہ بھی گھبرایا ہوا تھا اور مسلسل فون کر کے ان کی خیریت دریافت کرتا رہا تھا۔

بھارت کے قومی دارالحکومت دہلی کے قریب واقع ہونے اور سستی زمین ملنے کی وجہ سے ہریانہ میں سینکڑوں فیکٹریاں قائم ہوئیں اور ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں نے اپنے دفاتر کھولے۔ گوگل، امریکن ایکسپریس، ڈیل، سامسنگ اور ارنسٹ اینڈ ینگ جیسی متعدد ملٹی نیشنل کمپنیوں کے دفاتر بھی یہاں ہیں۔ ماروتی سوزوکی کمپنی نے اپنا پہلا کارخانہ ہریانہ ہی میں مانیسر میں کھولا تھا۔ گروگرام ایک وقت گڑگاؤں کے نام سے مشہور تھا لیکن سال 2016 میں اس کا نام تبدیل کر دیا گیا تھا۔ اس وقت کی ریاستی حکومت نے دلیل یہ دی تھی کہ یہ ہندو دھرم کے ایک اساطیری گرو ''درون آچاریہ'' کا شہر ہے، جہاں وہ اپنے شاگردوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس شہر کی آبادی تقریباً 15 لاکھ ہے اور یہاں بھارت کے ہر کونے سے تعلق رکھنے والے لوگ رہتے ہیں۔ کسی بڑی کمپنی کا سی ای او ہو یا پھر کوئی گھریلو ملازمہ یا ڈرائیور، ہر کوئی روزگار کی تلاش میں اس شہر کا رخ کرتا ہے۔

حالیہ برسوں میں گروگرام کئی مرتبہ غلط اسباب کی وجہ سے خبروں میں رہا۔ کبھی جمعہ کی نماز پڑھنے کے سلسلے میں تو کبھی ہندوؤں کے مذہبی تہواروں کے دوران گوشت کی فروخت کی وجہ سے بھی یہاں تنازعات ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کا کہنا ہے کہ انہیں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے مناسب جگہ دستیاب نہیں ہو پاتی۔

بھارتی پارلیمان کے ایوان بالا (راجیہ سبھا) کے سابق رکن اور گروگرام میں رہنے والے محمد ادیب کہتے ہیں کہ تشدد کے جو حالیہ واقعات پیش آئے ہیں، وہ اچانک نہیں ہوئے بلکہ ان کی تیاری برسوں سے ہو رہی تھی اور بی جے پی اور ہندو قوم پرست جماعت آر ایس ایس یہ کام کئی سالوں سے کر رہی ہیں۔ انہوں نے ڈی ڈبلیو سے گفتگو کرتے ہوئے کہا، ''خواہ وہ گجرات ہو، مدھیہ پردیش یا پھر ہریانہ، آر ایس ایس نے ایک ایسا طبقہ تیار کر دیا ہے، جو ایک عرصے سے اس طرح کی ہنگامہ آرائی کرتا رہا ہے۔'' محمد ادیب کے مطابق، ''یاترائیں (ہندو مذہبی جلوس) بھی ہتھیاروں کے ساتھ چلتی ہیں اور تشدد بھی اسی کا نتیجہ ہے۔'' انہوں نے حکومت پر سوال اٹھاتے ہوئے کہا، ''اگر سمجھ دار حکومت ہوگی، تو اس کے سامنے ترقی کا ایجنڈا سرفہرست ہوگا۔ لیکن موجودہ حکومت کے لیے ترقی اب پہلی ترجیح نہیں ہے۔ پہلی ترجیح یہ ہے کہ 2024ء کے اگلے عام انتخابات میں کامیابی کس طرح حاصل کی جائے؟''

اس سابق رکن پارلیمان نے الزام لگایا کہ بی جے پی نے ایسا کوئی کام نہیں کیا، جس کی بنیاد پر وہ آئندہ حکومت سازی کے لیے عوام سے ووٹ مانگ سکے۔ لیکن یہ پارٹی کسی بھی قیمت پر آئندہ الیکشن جیتنا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا، ''بی جے پی نہ تو معیشت کے نام پر ووٹ مانگ سکتی ہے اور نہ ہی خوشحالی کے اپنے وعدوں کی بنیاد پر جیت سکتی ہے، کسانوں سے لے کر نوجوانوں تک سب بے روزگار ہیں، یہ لوگ مسلمانوں کو ایک آلے کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور پھر اس طرز عمل کو درست بھی ٹھہراتے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ عدالتوں سے لے کر جتنے بھی آئینی ادارے ہیں، وہ سب یا تو ان کے قابو میں ہیں یا ان سے خوف زدہ ہیں۔'' محمد ادیب کہتے ہیں کہ اب یاترائیں سڑکوں پر نکالی جاتی ہیں اور مسجدوں کے سامنے تلواریں لہرائی جاتی ہیں، اس پر تو عدالتیں کوئی کارروائی نہیں کرتیں لیکن یاتراؤں پر پتھراؤ کے الزامات لگا کر مسلمانوں کے خلاف سخت ترین کارروائیاں کی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گروگرام میں آدھی رات کو مسجد پر حملہ ہوا، تو ریاست میں بی جے پی کی حکومت مشکل میں پڑ گئی کیونکہ وہاں پتھراؤ جیسا کوئی واقعہ تو ہوا ہی نہیں تھا۔

بھارتی روزنامے ٹائمز آف انڈیا کی ایک رپورٹ کے مطابق گروگرام بھارت کے امیر ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ یہ شہر ملک کے ان شہروں کی فہرست میں نویں نمبر پر ہے، جہاں سے سب سے زیادہ ٹیکس جمع ہوتے ہیں۔ گروگرام میں تقریباً ساڑھے چار لاکھ ٹیکس دہندگان ہیں اور انہوں نے سال دو ہزار بائیس تیئیس میں چالیس ہزار کروڑ روپے بطور ٹیکس ادا کیے، ان میں سے دس ہزار کروڑ روپے کا ٹیکس انفارمیشن ٹیکنالوجی کے شعبے نے ادا کیا۔

محمد ادیب کہتے ہیں، ''گروگرام ہریانہ کا انتہائی اہم شہر ہے اور ریاست کو سب سے زیادہ آمدنی اسی شہر سے ہوتی ہے، اس کے باوجود حکومت کو اس کی کوئی پرواہ نہیں، یہ افسوس ناک صورت حال ہے، کیونکہ انہیں یہ اندازہ ہی نہیں ہے کہ امیج خراب ہونے سے غیر ملکی اور ملٹی نیشنل کمپنیاں یہاں سے اپنا سرمایہ نکال بھی سکتی ہیں۔''

بھارت کے معروف انجینیئرنگ کالج انڈین انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی دہلی کے ریٹائرڈ پروفیسر وی کے ترپاٹھی گزشتہ پندرہ سال سے میوات جاتے رہے ہیں۔ وہ نوح اور تاوڑو کے درمیان واقع ایک اسکول میں پڑھانے جاتے ہیں۔ ان کے دوست محمد جان اس اسکول کے منتظم ہیں۔ ترپاٹھی کہتے ہیں، ''کئی برسوں سے وہاں ایک خاص مندر میں ''جل ابھیشیک'' (مورتی پر پانی ڈالے جانے کی رسم) ہوتی آئی ہے لیکن پچھلے تین چار برسوں سے اس کا انعقاد کافی بڑے پیمانے پر ہونے لگا اور اس مرتبہ تو (ہندو شدت پسند تنظیم) بجرنگ دل نے خود اس کی قیادت کی۔ یاترا کے دوران لوگ ہتھیار لے کر چل رہے تھے اور یاترا سے پہلے ہی کئی طرح کی دھمکیاں بھی دی گئی تھیں۔'' ترپاٹھی بتاتے ہیں کہ میوات میں تمام مذاہب اور فرقوں کے لوگ ''جل ابھیشیک'' میں مدد کرتے آئے ہیں لیکن پچھلے پانچ چھ سال سے وہ خود کو ہتک آمیز رویے کا شکار محسوس کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں، ''چونکہ وہاں لنچنگ کے واقعات ہوئے اور لنچنگ کے ملزمان کی حمایت میں بڑی بڑی پنچایتیں بھی ہوئیں، جن میں ہلاک شدگان اور متاثرین کی کردار کشی تک کی گئی اور ایک طرح سے ملزمان کے اعمال کو جائز قرار دینے کی کی کوشش بھی کی گئی۔''

ترپاٹھی کہتے ہیں کہ یاترا کے دوران اشتعال انگیز نعرے لگائے گئے۔ اس کے بعد بھی میوات کے لوگوں نے انتہائی تحمل کا مظاہرہ کیا، لیکن تشدد کے واقعات اور لوگوں کی ہلاکتیں انتہائی افسوس کی بات ہے۔ دہلی کے نواحی شہر گروگرام میں پرتشدد واقعات کے بعد سینکڑوں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے دفاتر والے اس شہر میں خوف پیدا ہو گیا ہے ہریانہ حکومت کا کہنا ہے کہ میوات میں تشدد میں شامل افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ ہریانہ میں تشدد کے سلسلے میں اب تک 176 افراد کو گرفتار کیا جا چکا ہے اور 93 مقدمات درج کیے جا چکے ہیں۔

عزیر کہتے ہیں کہ ان کے غیر مسلم دوستوں اور بزنس پارٹنرز نے انہیں رہنے کے لیے اپنے ہاں آ جانے کی پیشکش بھی کی تھی اور کہا تھا کہ جب تک حالات معمول پر نہیں آ جاتے، وہ ان کے ہاں رہ سکتے ہیں۔ عزیر فی الحال گھر سے ہی آن لائن کام کر رہے ہیں۔ گروگرام کے رہنے والے کئی مسلم خاندانوں کے لوگ دہلی میں اپنے کسی نہ کسی رشتے دار کے ہاں یا کسی ہوٹل میں منتقل ہو گئے ہیں، کئی لوگ یہ شہر چھوڑنے پر بھی غور کر رہے ہیں۔ ان حالات میں کئی کمپنیوں نے اپنے ملازمین کو گھروں سے آن لائن کام کرنے کے لیے بھی کہہ دیا ہے۔

ہریانہ کی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ ریاست میں حالات معمول پر آ رہے ہیں۔ لیکن ایسی رپورٹیں بھی موصول ہو رہی ہیں کہ مغربی بنگال اور بہار جیسے صوبوں سے آئے ہوئے اقلیتی طبقے کے غریب لوگوں کو کچی بستیاں خالی کر دینے کے سلسلے میں دھمکیاں بھی دی گئیں، جن کے بعد وہ وہاں سے نقل مکانی کر گئے۔

آر ایس ایس کی سرپرستی میں سرگرم بجرنگ دل اور وشو ہندو پریشد (وی ایچ پی) جیسی ہندو شدت پسند تنظیموں کی قیادت میں ہریانہ کے منیسر میں اتوار کے روز ایک ''دھرم پنچایت'' کا انعقاد کیا گیا۔ خود کو ہندو سماجی نمائندگی کا دعویٰ کرنے والے ان تنظیموں کے رہنماؤں نے اس موقع پر مسلم دکانداروں اور خوردہ فروشوں کا اقتصادی بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی۔ وی ایچ پی منیسر کے جنرل سکریٹری دیویندر سنگھ کا کہنا تھا کہ مسلمانوں کو سبق سکھانے کے لیے اقتصادی بائیکاٹ ہی واحد حل ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی دکانیں تجارت اور روزگار کے لیے نہیں ہیں بلکہ یہ جہاد کا حصہ ہیں۔ وی ایچ پی کے رہنما کے بقول مسلمانوں نے جوس کی اپنی دکانوں اور سیلون کے نام ہندوؤں اور ہندو دیوتاؤں کے نام پر رکھے ہوئے ہیں، جو دراصل ایک سازش ہے۔ متعدد دیگر ہندو لیڈروں نے بھی مسلم تاجروں کے بائیکاٹ کی تائید کی، ''ہمیں یہ عہد لینے کی ضرورت ہے کہ ہم مسلمان دکانداروں سے نہ تو کوئی سامان خریدیں گے اور نہ ہی ان کی خدمات حاصل کریں گے۔ ان کا مکمل بائیکاٹ ہونا چاہیے۔ تمام حلال مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ کوئی ہندو کسی مسلمان کے سیلون میں بال بنوانے نہیں جائے گا، انہیں اپنا مکان کرایے پر نہیں دے گا، ان کے دکانوں سے پھل نہیں خریدے گا۔''

دریں اثنا امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی (یو ایس سی آئی آر ایف) نے امریکی حکومت سے سفارش کی کہ بھارت میں مذہبی آزادی کی مسلسل خلاف ورزیوں کے مدنظر اسے ''خصوصی تشویش والے ملک'' کی فہرست میں شامل کرے۔ یو ایس سی آئی آر ایف آزادانہ طور پر کام کرنے والی ایک تنظیم ہے۔ یہ کمیشن دنیا بھر میں مذہبی آزادی کی صورت حال پر نگاہ رکھتا ہے اور امریکی صدر، وزیر خارجہ اور کانگریس کے لیے سفارشات پیش کرتا ہے۔ کمیشن نے بھارت میں مودی حکومت کے ناقدین کے خلاف کارروائیوں اور مذہبی آزادی کی خلاف ورزیوں پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ بھارت نے تاہم اس رپورٹ کو ''نادرست اور جانبداری پر مبنی'' قرار دیتے ہوئے اسے مسترد کر دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

انسانی حقوق اور اسلام

مولانا اختر امام عادل

اسلامی آئین ریاست کے ہرشہری کو (خواہ اقلیتی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو یا اکثریتی فرقہ سے) حصول انصاف کا مساوی حق دیتا ہے، اور حصول انصاف کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کرتا ہے، قرابت، عداوت، قومی یا نظریاتی اختلاف، عہدہ ومنصب کا فرق کسی چیز کو انصاف کی راہ میں اثر انداز نہیں ہونے دیتا۔

قرآن کی متعدد آیات میں اس سلسلے کی ہدایات دی گئی ہیں اور قیام عدل کے منصوبے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن رسول اللہ کی زبان سے اعلان کراتا ہے **قل امر ربی بالقسط** (الاعراف:29) اے پیغمبر آپ کہئے کہ میرے رب نے تو راستی اور انصاف کا حکم دیا ہے۔ **وامرت لا عدل بینکم** (الشوریٰ:(15) اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔ **وان حکمت فا حکم بینھم بالقسط ان اللہ یحب المقسطین** (المائدہ:43) فیصلہ کرو تو ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ کرو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، اسلام کے نزدیک قیام عدل کی اہمیت ذاتی اور خاندانی مفادات اور امارت وغربت اور اونچ نیچ، مذہب وملت کے فرق کے احساسات سے بالاتر ہے۔ اے ایمان والو! انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو! گرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین یا رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو، فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب اللہ تم سے زیادہ خیر خواہ ہے۔ لہذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو، اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے“۔ (النساء: 135) اس آیت میں قیام عدل کی تمام ضروری شرطوں کی وضاحت کردی گئی ہے۔ (۱) قیام عدل کے لئے سعی وکوشش انسان کا ایمانی تقاضا ہے، اس لئے اللہ نے انسانوں سے ایمان کے واسطے سے اس کا مطالبہ کیا ہے۔ (۲) شہادت کسی فریق کی ہار جیت کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے لئے دو۔ (۳) قیام انصاف کی زد اگر تمہارے ذاتی یا خاندانی مفادات پر پڑتی ہو تو اس کو گوارا کرو۔ (۴) قیام عدل کی راہ میں کسی فریق کے مقام ومنصب اور معاشرتی یا معاشی حیثیت کو حائل نہ ہونے دو۔ (۵) عدالت میں حقائق کو جوں کا توں بیان کرو اس میں اپنی خواہشات کی آمیزش کر کے واقعات کو مسخ نہ کرو۔ (۶) بات پوری وضاحت اور صفائی کے ساتھ پیش کرو، گول مول باتیں نہ کرو۔ ایک اور آیت میں فرمایا گیا ”کسی قوم کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کردے کہ انصاف سے پھر جاؤ عدل کرو۔ یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے“ (المائدہ:8) یعنی جماعتی اختلاف کو قیام عدل کے لئے مانع نہ بننے دو، اگر انسان میں تقویٰ اور خوف موجود ہو تو عدل کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑے گا۔ اسی طرح قرآن نے مختلف گوشوں پر روشنی ڈال کر قیام عدل کے آئینی خاکہ کو مکمل کردیا ہے اور اس کا حصول ریاست کے ہرشہری کے لئے آسان بنادیا ہے۔ دراصل اسلام کے نزدیک عدل یا شہادت محض کوئی عدالتی کھیل یا صرف ہار جیت کا معاملہ نہیں بلکہ یہ ایک بڑی عبادت ہے جو رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے اسی لئے اسلامی آئین کے مطابق عدل وانصاف سیاست کے ہرشہری کا ایسا حق ہے جو اسے مفت ملنا چاہیے، انصاف کی قیمت وصول کرنا کسی صورت میں جائز نہیں، یہ کسی مظلوم کے ساتھ دوہرا ظلم ہوگا کہ اس سے انصاف کی فیس وصول کی جائے۔ آج کی عدالتوں میں انصاف کی جو تجارت ہو رہی ہے اور بڑی عدالتوں اور ان کے وکلا کی بھاری فیسوں نے انصاف کے دروازے کو عام لوگوں کے لئے جس طرح بند کر دیا ہے اس کی اسلامی آئین میں کوئی گنجائش نہیں۔

اسلام ناکافی یا فرضی شہادتوں کی بنیاد پر فیصلے کا بھی مخالف ہے۔ اسلامی آئین کے مطابق فریقین کو اظہار رائے کی پوری آزادی حاصل ہے، اور محض الزامات کی بنیاد پر کسی کو سزا نہیں دی جاسکتی۔ جب تک کہ آزادانہ طور پر اس کی مکمل تحقیق نہ ہو جائے۔ قرآن کہتا ہے: اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کرو۔ اسلام نے مختلف مقامات میں تحقیق کا جو بلند معیار رکھا ہے۔ اس سے زیادہ پابند معیار تحقیق ممکن نہیں اسی طرح جھوٹی شہادتوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اور ان کو کفر وشرک کا ہم پلہ کہا گیا ہے۔

اسلام نے جھوٹے دعویداروں کو بھی سخت تنبیہ کی ہے، کہ عدالتوں میں جھوٹے دعوے لے کر نہ جاؤ، اس لئے کہ تمہاری چرب زبانی یا جھوٹی شہادتوں کی بنا پر تمہارے حق میں فیصلہ ہو بھی جائے، تو بھی خدا کے نزدیک وہ چیز تمہارے لئے جائز نہ ہوگی، اور خدا کی عدالت میں تمہارا جرم اور شدید ہو جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی معاملات کے لئے فرمایا: ”میں تو ایک بشر ہوں۔ میرے سامنے جو لوگ قضیہ لے کر آتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ باتیں بنانے والا ہو۔ اور میں اس کے حق میں فیصلہ کردوں، اور سمجھوں کہ یہی سچا ہے، پس جس کسی ایسے شخص کے لئے میں اس کے بھائی کے حصہ میں فیصلہ کردوں تو اسے چاہیے کہ وہ اس میں سے کچھ نہ لے، کیونکہ وہ سمجھ لے کہ میں اسے آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں“۔ (متفق علیہ) (مشکوۃ علی المرقاۃ ۷/۲۵۲) اسلامی آئین میں اقلیت واکثریت اور امیر وغریب کا کوئی امتیاز نہیں ہے، وہ ایک اقلیتی فرقے کے فرد کو اکثریتی فرقے کے فرد کے خلاف بلکہ خود حاکم ومسلمان کے خلاف مقدمہ دائر کرکے حق دیتا ہے۔ اس کی سماعت کرتا ہے، اور معتبر شہادتوں کی بنیاد پر آزادانہ فیصلے کرتا ہے۔ وہ نہ کبھی اکثریتی طاقت سے مرعوب ہوتا ہے اور نہ حکومت و دولت کی قوت سے اور یہ صرف نظریہ نہیں بلکہ عملی طور پر تاریخ اسلامی میں اس کی مثالیں اتنی کثرت سے موجود ہیں کہ دنیا کی کسی قوم وملک کی عدالتی تاریخ ان کا جواب پیش نہیں کرسکتی۔

حضرت علی کی زرہ چوری ہوگئی اور وہ ایک یہودی کے پاس ملی، حضرت علی قاضی شریح کی عدالت میں مدعی کی حیثیت سے پیش ہوئے، قاضی شریح نے حضرت علی کو مخاطب کر کے فرمایا: ابوتراب! اپنے فریق کے برابر بیٹھئے، قاضی صاحب نے محسوس کیا کہ یہ بات حضرت علی کو بری لگی ہے، وہ بولے ابوتراب شاید آپ کو میری یہ ہدایت ناگوار گزری حالانکہ اسلام کی قانونی اور عدالتی مساوات کا تقاضا یہی ہے کہ آپ اپنے فریق کے برابر بیٹھیں۔ حضرت علی نے جواب دیا، مجھے یہ چیز بری نہیں لگی کہ آپ نے مجھے فریق کے مقابل برابر بیٹھنے کی ہدایت کی، بلکہ مجھے جو چیز ناگوار گزری وہ یہ ہے کہ آپ نے مجھے کنیت کے ساتھ خطاب کیا اور اس طرح میرے فریق کے مقابلے میں میری عزت افزائی کی۔ یہ میرے فریق کے ساتھ صریح ناانصافی ہے۔ (اسلامی ریاست:45)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت کی عدالت میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ حضرت زید نے مدعا علیہ کے مقابلے میں حضرت عمر کی تعظیم کرنی چاہی تو حضرت عمر نے اظہار ناراضگی فرمایا اور کہا کہ یہ تمہارا پہلا ظلم ہے، آپ مدعی مقدمہ حضرت ابی بن کعب کے برابر بیٹھے اور مدعی کے گواہ نہ پیش کرسکنے پر ہر قسم کے لئے رضامند ہوگئے، اس پر ابی بن کعب کو قاضی زید نے مشورہ دیا کہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو۔ حضرت عمر اس پر برہم ہوگئے اور فرمایا کہ زید! جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمر دونوں برابر نہ ہوں، تم منصب قضاء کے قابل نہیں سمجھے جاسکتے۔ (المبسوط سرخی مطبوعہ مصر ۲۲/۴۷) جبلہ بن اہم غسانی نے ایک بدوی کو تھپڑ ماردی بدوی نے مقدمہ حضرت عمر فاورق کے پاس پیش کردیا حضرت فاروق نے قصاص کا فیصلہ فرمادیا۔ اس پر جبلہ بن ایہم نے احتجاج کیا، امیر المومنین یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ ایک عام آدمی ہے اور میں بادشاہ ہوں۔ تو حضرت عمر نے فرمایا اسلام نے آپ دونوں کو بھائی بھائی بنادیا، آپ صرف تقویٰ اور طہارت سے اس پر فضیلت حاصل کرسکتے ہیں، اور کسی صورت میں نہیں۔ (سیرت عمر بن خطاب طنطاوی ۲۵۶)

والی مصر حضرت عمرو بن العاص نے ایک بار حضرت عمر کے بےلاگ فیصلوں پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: امیر المومنین! فرض کیجئے کہ ایک شخص کہیں کا گورنر ہے اور کسی کو سزا دیتا ہے تو کیا آپ اس سے بھی قصاص لیں گے؟ حضرت عمر نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اس سے بھی مظلوم کو قصاص دلاؤں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اپنی ذات کو بھی قصاص کے لئے لوگوں کے سامنے پیش فرماتے تھے۔ (کتاب الخراج لابی یوسف حوالہ الفاروق شبلی) اقوام متحدہ کے منشور میں بھی ان حقوق کا ذکر کیا گیا ہے/ ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ نمبر کی دفعات اسی سے متعلق ہے۔

ظلم وجبر کے خلاف آئینی چارہ جوئی کا حق: اسلام نے دیگر عدالتی حقوق کی طرح شہریوں کو ظلم وجبر کے خلاف آئینی چارہ جوئی کا بھی حق دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی: لایحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم. (النساء-۱۴۸) اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے الا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو“۔ یعنی مظلوم شخص ظلم کے خلاف آواز بلند کرسکتا ہے۔ مشہور حدیث ہے **افضل الجہاد من قال کلمۃ حق عن سلطان جائر** (مشکوۃ علی المرقاۃ ۳۲۲) افضل ترین جہاد اس شخص کا ہے جو کسی حق سے ہٹے ہوئے سلطان کے آگے کلمہ حق ہے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے۔ **انصر اخاک ظالماً او مظلوماً فقال رجل یا رسول اللہ انصرہ مظلوماً فکیف انصرہ ظالما . قال تمنعہ من الظلم فذلک نصرک ایاہ** (متفق علیہ) (مشکوۃ علی المرقاۃ:۹/۲۱۵) اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ وہ مظلوم ہو تو ہم اس کی مدد کریں گے۔ مگر ظالم ہو تو کیسے مدد کریں؟ فرمایا اسے ظلم سے روک دو یہی اس کی مدد ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری نے ایک شخص کو مال غنیمت میں زیادہ حصہ طلب کرنے پر کوڑے لگوائے اور اس کا سر منڈوا دیا۔ وہ شخص ان بالوں کو جمع کر کے سیدھا مدینہ پہونچا اور حضرت عمر کو دیکھتے ہی بالوں کا گچھا ان کے سینے پر دے مارا اور بڑے اکھڑ لہجے میں بولا دیکھ بخدا آگ، حضرت عمر نے فرمایا ہاں بخدا آگ۔ وہ بولا امیر المؤمنین! میں بہت بلند آواز اور دشمن پر بہت دباؤ ڈالنے والا انسان ہوں۔ میرے ساتھ ایسا ایسا کیا گیا ہے۔ میرے یہیں کوڑے لگائے گئے ہیں۔ اور سر کے بال منڈوائے گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس کی گستاخی پر غضب ناک ہونے کے بجائے فرمایا: بخدا! اگر سارے لوگ اس جیسے عزم والے ہوں تو یہ بات مجھے اس سارے مال غنیمت سے زیادہ عزیز ہے، جواب تک اللہ تعالی نے ہمیں عطا کیا ہے۔ (سیرۃ عمر بن الخطاب طنطاوی ۱۸۴) اور شہریوں کے اس حق کا برملا اعلان بھی خلفاء اسلام اپنے اپنے عہد میں کرتے رہے۔ حضرت ابوبکر نے اپنے عہد خلافت میں فرمایا کہ اگر سیدھا چلوں تو میری مدد کرو اور اگر ٹیڑھا ہوجاؤں تو مجھے سیدھا کردو“۔

اسی طرح حضرت عمر نے ایک بار امت کی قوت احتساب کا جائزہ لینے کی خاطر فرمایا کہ اگر میں بعض معاملات میں ڈھیل اختیار کرلوں تو تم کیا کروگے؟ حضرت بشر بن سعد کھڑے ہوئے اور تلوار نیام سے کھینچ کر کہا: ہم تمہارا سر اڑادیں گے حضرت عمر نے ڈانٹ کر کہا: کیا میری شان میں تو یہ الفاظ کہتا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں میاں تمہاری شان میں، حضرت عمر نے خوش ہوکر کہا: الحمد للہ قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ میں کج ہوجاؤں تو وہ مجھے سیدھا کردیں گے۔ (الفاروق:۵۱۱) اسلام ظلم کے خلاف صرف احتجاج ہی کا حق نہیں دیتا بلکہ یہ حق بھی دیتا ہے کہ اگر یہ احتجاج بےاثر ثابت ہو تو ظالم کی اطاعت سے انکار کردیا جائے اور اس کو اس کے منصب سے ہٹادیا جائے اس لئے کہ عدل وانصاف امارت کی شرط اولین ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: **واذا ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن، قال انی جاعلک للناس اماماً قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظالمین** . (التوبۃ:۱۲۴) جب ابراہیم کو اس کے پروردگار نے کئی باتوں میں آزمایا جن کو انھوں نے پورا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا: میں تجھے لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں، ابراہیم نے عرض کیا اور میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے۔ اس طرح اسلام نے انسانی برادری کے ہر فرد کو مکمل انسانی حقوق دیئے ہیں اور ان حقوق کے لئے یقینی تحفظات فراہم کئے ہیں۔ خواہ اس کا تعلق اقلیت سے ہو یا اکثریت سے۔ اور چاہے اقلیت اسلامی حکومت میں آباد ہو یا غیر اسلامی حکومت میں۔ انسانیت کے ناطے دنیا کی ساری آبادی یکساں سلوک کی مستحق ہے۔

Scanned with CamScanner

زبان و ادب کی حقیقت

مولانا افتخار احمد قاسمی

انسان اپنی ظاہری شکل وشباہت اور باطنی کیفیات وصفات کے اعتبار سے کائنات کے تمام جانداروں پر فضیلت و فوقیت کا ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔ اس کے اس تفوق و برتری کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب اس کی زبان اور اس کا ادب ہے۔ مشہور ہے کہ انسان حیوان ناطق ہے۔ یعنی وہ اپنی زبان سے بامعنی الفاظ وکلمات کو مناسب صوت وآہنگ کا دل کش رنگ دیتا ہے اور اپنے مافی الضمیر کو معقول تعبیر کا حسین جامہ پہناتا ہے۔ یہ انسان ہی کے امتیازات میں سے ہے کہ وہ نہ صرف زبان وادب کو اپنے ذہن وفکر کی ترسیل وابلاغ کا ذریعہ بناتا ہے، بلکہ اس سے اپنے فکر وخیال کی نشو ونما اور اس کی تحقیق وترقی کا بھی کام لیتا ہے۔ قسم قسم کے سوالات، بھانت بھانت کی عقلی گتھیوں کا حل، نوع بہ نوع کی علمی موشگافیوں کی سلیقہ مندی اور طرح طرح کے دلائل کی کرشمہ سازی؛ سب انسانی زبان وادب ہی کی مرہونِ منت ہے۔ انسان اگر اپنے اقدار کے شعور اور تہذیب وتمدن کے قیام میں دیگر حیوانات سے ممتاز ہے تو یقیناً ان سب کا انحصار زبان وادب ہی کی صلاحیت پر موقوف ہے۔ انسان کی یہی وہ فطری سلیقہ ہے جو روزِ اول سے کی جانے والی اس کی دماغی کاوشوں علمی تخلیقات، مادی ایجادات اور ان سب کی تاریخ کا محض ریکارڈ ہی نہیں رکھتا؛ بل کہ انہیں ہر زمانہ کے ہر فرد کے لیے قابل فہم، قابل عمل، قابل قدر اور قابلِ اعتبار بناتا ہے۔

تاریخ انسانی میں جتنے بھی انقلاب آئے، خواہ وہ انفرادی انقلاب ہو یا اجتماعی، خانگی انقلاب ہو یا معاشرتی، مذہبی انقلاب ہو یا سیاسی؛ ان ساری تحریکات کا خمیر زبان وادب ہی کی خاک سے اٹھا تھا۔ چناں چہ تاریخ شاہد ہے کہ تمام پیغمبروں، مصلحوں، سیاسی لیڈروں اور انقلابیوں نے ہمیشہ زبان وادب کے سہارے اپنی تحریک کو آگے بڑھایا اور اس میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب وانقلاب پر مشتمل آج تک جتنی بھی معتبر کتابیں پائی جاتی ہیں، وہ زبان وادب کا بہترین نمونہ سمجھی جاتی ہیں۔

فرد یا قوم کی زندگی میں اصلاح وانقلاب اور اس کی روحانیت کے احیاو بقا کے لیے زبان وادب اتنا ہی ناگزیر ہے، جتنا کہ مادی زندگی کے لیے آب ودانہ۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم میں دعوت واصلاح کا مشن سونپا گیا تو انہوں نے رب پاک سے دعا فرمائی: رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي (طٰہٰ: 25-28) اے رب! میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان بنادے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھیں۔

اور اپنی لسانی معذوری کے سبب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے فصیح اللسان بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو دعوت واصلاح کے انبیائی کام میں مددگار اور شریک کار بنانے کی اللہ کے حضور درخواست کی، جو قبول ہوئی فرمایا: وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا (القصص: 34) اور میرا بھائی ہارون، اس کی زبان مجھ سے زیادہ وہ صحیح ہے، سو آپ اسے میرے ساتھ مدد کو بھیجے۔ آج پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کا سہارا لے کر ادب اور ثقافت کے نام پر انسان نما شیطانوں کی طرف سے جس قدر اخلاق سوز بے ادبی اور بے حیائی کی تبلیغ واشاعت کی جارہی ہے، وہ ہر کس وناکس پر عیاں ہوچکی ہے۔ لہذا اصلاح وانقلاب کے داعیوں کو زبان وادب کی تاثیر اور اس کی قدر وقیمت کو اچھی طرح سمجھ کر اس میں مہارت پیدا کرنے اور اس سے ہر ممکن کام لے کر دم توڑتی انسانیت کو بچانے اور صالح انقلاب کے لیے ہر طرف فضا سازگار بنانے کی حتی المقدور جدوجہد اشد ضروری ہے۔

زبان وادب کی حقیقت اور اس کی تسخیری قوت: زبان افکار وخیالات کی تقسیم وافہام اور مافی الضمیر کے اظہار وابلاغ کا ایک بلاواسطہ انسانی ذریعہ ہے۔ اور ادب لغت میں خوش طبعی، تہذیب وشائستگی کا معنی رکھتا ہے اور اصطلاح میں زبان کا وہ علم ہے، جو انسان کو بول چال اور تحریر کی غلطیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور کسی قوم کے اجتماعی احساسات، جذبات اس کی زندگی اور جدوجہد کی داخلی تاریخ کا پتہ دیتا ہے۔ مگر ادبا کے یہاں ادب کی امتیازی علامت یہ ہے کہ اس میں موضوع کی عظمت، الفاظ کی خوب صورت بندش، جملوں کی عمدہ ترکیب اور اسلوب نگارش میں جمالیاتی اظہار کا ایسا وافر سامان پایا جاتا ہو، جو قاری کو محض مسرت وبصیرت ہی فراہم نہ کرتا ہو؛ بل کہ اسے اپنے فسوں کے جال میں لے کر اس پر اثر پذیری کی گہری چھاپ چھوڑ جاتا ہو۔ بالفاظ دیگر ادب معیار حسن پر الفاظ وتعبیرات کا وہ استعمال ہے جو انسانی عقل، تخیل، وجدان اور محسوسات کو اس طرح برانگیختہ کرتا ہے یا انہیں آپس میں ایسا مربوط کردیتا ہے، جس سے قاری پر عین تقاضے کے مطابق ایک خاص قسم کا مسرت انگیز اثر مرتب ہوجاتا ہے۔ فن ادب کا ماہر فن کار اپنی تخلیق میں خونِ جگر کی آمیزش سے ایسا رنگ بھر دیتا ہے اور سادہ ومعمولی باتوں میں تاثیر کا ایسا جادو جگا دیتا ہے کہ پڑھنے اور سننے والا اس کی ندرت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ چوں کہ ادب کا خمیر فکری قوت اور جمالیاتی لطافت سے تشکیل پاتا ہے، لہذا یہ دیگر فنون کے مقابلے میں دوہری قوت تسخیر کا حامل ہے۔ اور ادب کی یہی تسخیری قوت ہے کہ بعض اوقات کسی فکر کو ادبی پیرایہ بیان میں اس انداز سے پیش کیا جاتا ہے کہ اس کا مخالف بھی غیر شعوری طور پر اس فکر کا بتدریج قائل اور گرویدہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

ہندوستان میں اول دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے والے صوفیائے کرام ادب کی اس تسخیری قوت سے اچھی طرح واقف تھے، لہذا انہوں نے ہندوستان کی مقامی زبان ریختہ اردو نیز یہاں دیگر بولی جانے والی زبانوں کے ادبی اسلوب اپنا کر اپنی دعوت حق کو نظم ونثر کے پیرایہ میں اس طرح پیش کیا کہ یہاں کے باشندوں کے قلوب قبولِ حق پر یک لخت آمادہ ہوگئے۔ اور آج کی باطل طاقتیں بھی زبان وادب کی اس قوت تاثیر سے بھرپور کام لے رہی ہیں، چناں چہ ادب اور لٹریچر (Literature) کے نام پر اپنے باطل افکار کے لیے مختلف قسم کی ادبی تحریکات کے ذریعے نوخیز نسل کے جدید ذہنوں کو مسخر اور ماؤف کیا جارہا ہے۔ اور غیر محسوس طور پر ان کے دماغوں میں فکری الحاد اور نظری ارتداد کا زہر گھولا جارہا ہے۔

زبان وادب کے حوالے سے لفظ اور تعبیر کی طاقت ہر دور میں اپنا جادوئی اثر دکھاتی رہی ہے۔ کبھی لفظ اور تعبیر سے پھول اور شبنم کا کام لیا گیا تو کبھی زنجیر اور شمشیر کا۔ اس سے کبھی کاری زخم لگایا گیا تو کبھی رستے زخموں پر مرہم اور پھاہا رکھا گیا۔ لفظ سے نبیوں اور ولیوں نے بھی کام لیا اور وقت کے ابلیسوں نے بھی۔ معروف محقق اور نقاد پروفیسر احمد سجاد کیا خوب کہتے ہیں کہ: ''یہی الفاظ بھی کرشن جی کی بانسری میں گیت بن کر ڈھلے ہیں، تو کبھی مہاتما بدھ کے لبوں پر شانتی کا اپدیش بنے ہیں، یہ کبھی حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے پہاڑی وعظ میں ڈھلے ہیں تو کبھی سینٹ فرانسیس، نانک اور چشتی کی اثر آفریں دعاؤں میں ابھرے ہیں اور یہی الفاظ مسخ ہو کر مسولینی، اسٹالن اور ہٹلر کی زبانوں سے ظلم وستم کے زہر اگلنے والے سانپ بھی بنے ہیں۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے کہ ؎

لفظ ہی پھول بھی ہے، لفظ ہی زنجیر بھی ہے
لفظ ہی زخم بھی ہے، لفظ ہی شمشیر بھی ہے
لفظ ہی خواب بھی ہے، خواب کی تعبیر بھی ہے
لفظ میں نور سمو دیں تو ستارہ بن جائے
دل جو رکھ دیں تو لب ناز کا بوسہ بن جائے
اور بارود جو بھر دیں تو دھماکہ بن جائے
لفظ کو پھر بھی نہ مجرم نہ خطا کار کہو
لفظ سے کھیلنے والوں کو گنہگار کہو

تعمیری ادب اور تخریبی ادب: زبان وادب الفاظ وتعبیرات کے استعمال کا ایک دوطرفہ کھیل ہے۔ جس میں زندگی سے متعلق دو تعبیروں میں سے کسی ایک کا مثبت یا منفی مظاہرہ ہوتا ہے۔ ایک تعبیر روحانی ہے اور دوسری مادی۔ مادی تعبیر کے لحاظ سے ادب الفاظ وتعبیرات کی ایک ٹریجڈی (Tragedy) ہے، جو ادبی فیشن کے مترادف اور بے ادبی کا شاخسانہ ہے۔ یہی ادب تخریبی ادب کا مصداق ہے۔ جس میں ادیب کا دامن ذاتی فاسد افکار اور بے ہودہ فلسفہ طرازی سے الجھا رہتا ہے اور ادب کی زمین پر بے بصیرتی و بے ضمیری کا ایسا سیلاب آتا ہے جو تمام اعلی اخلاقی قدروں کو تہ وبالا کر کے رکھ دیتا ہے۔ اور پھر ادب کی معنویت تحلیل ہو کر بے مقصدیت وبے سمتی تک اور اس کی روح مسخ ہو کر بے ہودگی وخرافات تک پہونچ جاتی ہے۔ ایسے ہی مادہ پرستانہ ادب کی بے معنویت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے مغرب کا ایک بڑا دانش ور اور فن کار، ایس ایٹ کہتا ہے کہ ہوش مندی کے انقطاع کا ایسا سلسلہ شروع ہوگیا، جس کی ہم کبھی اصلاح نہ کرسکے۔ اور روزموں کا مشہور قول ہے کہ وحشت وبربریت کامیاب ہوگئی ہے اور ہماری فطرت کے درندہ صفت عناصر نے اپنا نقطہ نظر ہم سے منوالیا ہے۔ اور ایسے ہی لایعنی و مادی کے دلدادہ یا وہ گوادیوں پر صدیوں پہلے قرآن کی نازل شدہ یہ آیت چسپاں ہوتی ہے، جس میں تنبیہ ہی تنبیہ ہے۔ قرآن کہتا ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ. (لقمٰن: 6) اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو بے ہودہ بات خرید لاتے ہیں، تاکہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں بغیر علم کے اور اسے مذاق بنالیں؛ یہی ہیں جن کے لیے اہانت آمیز عذاب ہے۔

مادی ادب یا تخریبی ادب، دراصل الفاظ کے توڑ پھوڑ کی ادبی دہشت گردی ہے، جس میں خودغرضی وخود پرستی، نمائش وخودنمائی، منافقت ودورخی، مرعوبیت ومصلحت پسندی جیسی لعنتوں کا جال پھیلا ہوتا ہے۔ اور ادیب اخلاص واخلاق، وسعت ظرفی ووسیع النظری، راست بازی، انکساری، ایمانداری اور دیانت داری جیسی اعلیٰ اقدار سے یکسر محروم نظر آتا ہے۔ زندگی کی دوسری تعبیر روحانی تعبیر ہے، جو مادی تعبیر کے برعکس اخلاقی بلندی اور روحانی عروج کا عکاس ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ادیب جو ادیب بعد میں اور انسان پہلے ہے، وہ انسانیت کے ناطے اپنے صالح جذبات اور جمالیاتی عناصر سے معمور ہوتا ہے۔ لہذا وہ الفاظ وتعبیرات کو جذباتی حسن، اخلاقی صداقت اور شعور وآگہی کے خیر کا مظہر بنا کر ادب کے توسط سے انسانی ہمدردی کے آفاق کو وسیع سے وسیع تر کرتا ہے اور اپنے بابصیرت مخلوق ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ ایسے ہی صاحب بصیرت ادیب کا پیش کردہ ادب تعمیری ادب، اخلاقی ادب یا صالح ادب کہلاتا ہے؛ جو آفاقی اور مثبت قدروں کا امین ہوتا ہے اور جس کی اساس اس راست تصویر پر قائم ہوتی ہے کہ حیات وکائنات کا یہ پورا کارخانہ کسی قادر مطلق خالق کی انتہائی منظم اور ٹھوس اسکیم کے تحت معرض وجود میں آیا ہے اور ہمیں اپنی تعمیر کردہ کاوش یا تخریبی کارناموں کے لیے اس کے آگے ایک دن جواب دہ ہونا پڑے گا۔ مشہور مغربی دانشور اربن (Urban) اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''زبان اور حقیقت (Language and Reality) میں اس نتیجہ تک پہونچتا ہے کہ تمام کائنات میں انسان کی وجہ امتیاز یہ ہے کہ وہ اقدار کا نہ صرف شعور رکھتا ہے، بل کہ انہیں قائم ودائم رکھنے کا بھی اسے بھرپور سلیقہ ہے۔

تعمیری ادب درحقیقت اسلامی ادب ہے، جس میں اسلامی تعلیمات سے عطر کشید کر کے فکر وخیال کو معطر کیا جاتا ہے اور احساس وشعور پر بصیرت کے دریچے وا کر کے انسانیت کو حیات تازہ اور آفاقیت سے ہمکنار کیا جاتا ہے۔ چوں کہ تعمیری ادب کی غایت ومقصدیت صحیح اور صالح اقدار کی افزائش ہوتی ہے، لہذا ادیب کی فکر ونظر کا پیمانہ روحانی عظمت اور باطنی بصیرت سے لبریز ہونا چاہیے۔ تاکہ وہ کم ظرفی وکورنگاہی کے جراثیم سے محفوظ رہ کر روحانی پاکیزگی، فکری بالیدگی، انسانی بھلائی وترقی، ایثار وبہی خواہی کا آئیڈیل اور محبت و اخوت، آزادی وامن وآشتی کا پیامبر ہو۔ اور اس کا ادب معنویت کی نئی تہوں کو کھولنے والا، نیا حوصلہ وولولہ عطا کرنے والا، ایمان ویقین سے سرفراز کرنے والا، جذبات کی تطہیر، اقدار کی تشکیل اور اعلی اخلاق کے فروغ کا باعث بن کر مایوسی میں امید کی کرن ثابت ہو۔

Scanned with CamScanner

مسلمان مسائل سے دوچار کیوں؟

مولانا اسرار الحق قاسمیؒ

اس وقت یوں تو ہر قوم اور ہر طبقہ بے پناہ مسائل میں گھرا ہوا ہے لیکن ملت اسلامیہ دیگر اقوام وملل کے مقابلے میں زیادہ مسائل میں گھری ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ مسلمان صرف کسی ایک ملک میں مسائل سے دوچار نہیں ہیں بلکہ تقریبا تمام ملکوں میں وہ مسائل کے شکار ہیں۔ جب کہ مسلمانوں کو دیگر تمام اقوام وملل کے مقابلے میں مسائل میں کم گرفتار ہونا چاہئے تھا کیونکہ وہ جس دین کے ماننے والے ہیں، وہ مسائل سے نجات پانے کے لئے بہترین اور جامع تعلیمات پیش کرتا ہے۔ اسلام زندگی کے ہر شعبے میں اپنے ماننے والوں کی بہترین رہنمائی کرتا ہے، وہ ایسے اصول بتاتا ہے جس پر چل کر انسان کی کامیابی دو جہاں میں یقینی ہے۔ مگر اس کے باوجود ہمیں نظر آتا ہے کہ دنیا میں مسلمان پریشانی سے دوچار ہیں، ذلت ورسوائی کا سامنا کر رہے ہیں۔ دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام کے ماننے والے تو ہیں لیکن اسلامی تعلیمات پر بہت سے مسلمانوں کا عمل نہیں ہے۔ ظاہری بات ہے کہ جب وہ اسلام کی تعلیمات پر عمل نہیں کریں گے تو زندگی کے مختلف شعبوں میں انہیں کامیابی کیسے ملے گی؟ یہی وہ راز ہے جس کے سبب مسلمان پریشانی سے دوچار ہیں، مسائل میں گھرے ہوئے ہیں، زوال پذیر ہیں۔

عام طور سے ایسا نظر آرہا ہے کہ جس طرح دیگر طبقات واقوام زندگی گزار رہے ہیں، اسی طرح مسلمان بھی زندگی گزار رہے ہیں، مثال کے طور پر دور حاضر میں مادی ترقی کو ترقی سمجھا جارہا ہے تو مسلمان بھی مادیت کے حصول کو ترقی خیال کررہے ہیں، اس لئے سارا زور اپنی معاشیات کے استحکام میں لگائے ہوئے ہیں۔ معاشیات پر ساری توجہ دینے کی وجہ سے زندگی غیر متوازن ہوکر رہ گئی ہے، زندگی کے دوسرے شعبے جیسے اخلاق، معاشرت، تہذیب، تعلیم، دین ومذہب، اقدار سے یا تو آج کے انسان کا رشتہ بالکل کمزور سا ہوگیا ہے یا پھر برائے نام رہ گیا ہے۔ دراصل معاشیات کو زندگی کا مطمح نظر سمجھ لینے کے باعث آج کے انسان کا سارا جھکاؤ مادیت کی طرف ہوگیا اور اس کی توجہ زندگی کے دیگر شعبوں وتقاضوں سے ہٹ گئی۔

یہ افسوسناک بات ہے کہ دولت کمانے کے لیے جائز وناجائز طریقوں کے درمیان کوئی فرق ہی محسوس نہیں کیا جارہا ہے، نہ سودی لین دین کا خیال کیا جارہا ہے، نہ جھوٹ بولنے سے پرہیز کیا جارہا ہے، نہ عہد ووعدہ کا پاس کیا جارہا ہے، بس آج کل تو دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ جیسے بھی ہو، لوگ پیسہ کمانا شروع کردیتے ہیں۔ اس صورت حال نے انسان کو انسانی تقاضوں کے احساس سے محروم کردیا۔ یہاں تک کہ انسانی زندگی کے وہ شعبے جن کا تعلق خالص خدمت خلق سے تھا، ان کو بھی دولت کمانے کا ذریعہ بنالیا گیا۔ مثلاً تعلیم جو انسانی زندگی کے لیے ناگزیر ہے اور جس کے ذریعہ نہ صرف انسان کو زندگی گزارنے کی روشنی حاصل ہوتی ہے، بلکہ اس کے واسطے سے انسان کی خفیہ صلاحیتوں کو بھی جلا ملتی ہے، اُسے بھی ایک صنعت بنالیا گیا۔ چنانچہ آج تعلیم کے ذریعہ موٹی موٹی رقمیں کمائی جارہی ہیں۔ جب کہ چند صدیوں قبل تعلیم برائے تجارت نہ تھی بلکہ برائے خدمت تھی، جو لوگ تعلیم حاصل کرتے وہ اپنے اوپر انسانی خدمت کو ضروری سمجھتے، وہ علوم کے پہاڑ جو بچوں کو تعلیم دیتے یہاں تک کہ انہیں مختلف علوم وفنون کا ماہر بنادیتے، انہیں ریاضی میں کمال درجہ تک پہنچادیتے، انہیں ماہر نفسیات بنادیتے، انہیں وقت کا عظیم مفکر، مدبر اور مجتہد بنادیتے اور یہ سب کچھ وہ بغیر فیس وصول کیے کرتے۔ اس طرح تعلیم دینے کا نتیجہ یہ سامنے آتا کہ فارغ التحصیل طلباء جب مختلف موضوعات کے ماہر بن کر میدان عمل میں جاتے تو وہ بھی اسی خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہوکر کام کرتے اور اپنی پوری زندگی اسی کے لیے وقف کردیتے تھے، دولت کے حصول کا خیال بھی ان کے ذہن میں نہ آتا تھا۔ لیکن آج وہ طلباء جو موٹی رقمیں خرچ کر کے ریاضی، سائنس، ٹکنالوجی، تاریخ، نفسیات وغیرہ کی تعلیم حاصل کررہے ہیں، وہ تعلیم مکمل ہونے کے بعد بڑے پیمانہ پر ان کے ذریعہ دولت کمانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہی حال دور جدید میں طب کا بھی ہوا ہے کہ طب کے پیشہ کو پورے طور پر معاش کمانے کا ذریعہ بنالیا گیا۔ وہ طلباء جو امراض کی تربیت حاصل کرنے کے لیے کالجوں و یونیورسٹیوں کا رخ کرتے ہیں، ان کے اذہان میں پہلے سے ہی یہ بات ہوتی ہے کہ وہ ڈاکٹر بننے کے بعد اپنا کلینک بنائیں گے، جہاں خوب پیسہ کمائیں گے، چونکہ ان کی یا ان کے والدین کی نگاہوں میں ڈاکٹری محض ایک معاشی پیشہ ہے اس لیے وہ اس تعلیم پر موٹی رقمیں بھی خرچ کرتے ہیں۔ ایم بی بی ایس یا ایم ڈی وغیرہ میں داخلوں کے لیے طلباء بے چین و بے قرار نظر آتے ہیں اور ایک اشارے پر لاکھوں روپے خرچ کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ معاش تک اس کو محدود کرنے ہی کا نتیجہ ہے کہ بیشتر ڈاکٹروں کو مریضوں سے انسانی ہمدردی نظر نہیں آتی، بس ان کی نظر تو مریض کی جیب پر ہوتی ہے۔ چنانچہ پرائیویٹ اسپتالوں یا کلینکوں میں مریض کے پہنچنے کے ساتھ ہی مختلف قسم کی فیسیں اور چارجز بتادیئے جاتے ہیں، اگر مریض اتنے روپے خرچ کرنے کی استطاعت رکھتا ہے تو اس کا علاج کیا جاتا ہے ورنہ اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا جاتا، چاہے وہ موت وحیات کی کشمکش میں ہی کیوں نہ مبتلا ہو۔ اس حد تک ڈاکٹروں کے مادیت پسند ہونے اور خدمت خلق کے جذبے سے محروم ہونے کی وجہ سے گردوں اور دیگر اعضائے انسانی کی چوری کی وارداتیں بھی وقتاً فوقتاً سامنے آتی رہتی ہیں۔ اگرچہ بعض اچھے مخلص ڈاکٹروں کی موجودگی سے انکار نہیں کیا جاسکتا تاہم ان کی تعداد ایک فیصد بھی نہیں ہے۔

ایسے حالات میں ملت اسلامیہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے تباہ ہوتی ہوئی انسانیت کو بچانے میں اہم کردار ادا کرے، ملت اسلامیہ کے افراد کو انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے موثر وعملی اقدام اٹھا کر انسانیت کا بہترین نمونہ پیش کرنا چاہئے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی کو صرف معاشیات تک محدود نہ رکھیں بلکہ ان کی زندگی روحانیت اور زندگی کے دیگر شعبوں کو بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہو معاش سے صرف ان کا تعلق ضروریات کی حد تک ہو، جب بھی وہ کسب معاش کے لیے نکلیں تو وہ حلال وحرام کے فرق کو ملحوظ رکھیں، یہی ان کا دین سکھاتا ہے، اپنی تجارت کے درمیان ایفائے عہد پر قائم رہیں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سچا امانت دار تاجر، قیامت کے دن صدیقین اور شہدا کے ساتھ اٹھایا جائے گا" (ترندی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر عمل کرنے کے بعد مسلمانوں کا کاروبار بدعنوانی اور جرائم سے پاک ہوگا اور ان کی کمائی میں حرام کا شائبہ تک نہ ہوگا جس کا پورا اجر انہیں قیامت کے دن تو ملے گا ہی لیکن دنیا میں بھی انہیں اس کے بہترین نتائج نظر آئیں گے، ان کا معاشرہ بہترین اوصاف کا حامل ہوگا اور ان کے ذریعہ انسانی تقاضوں کی تکمیل بھی ہوگی۔ معاشیات کو ایک حد تک محدود رکھنے کے بعد مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے معبود حقیقی کی عبادت اور اس کی حمد وتسبیح بیان کرنے میں لگ جائیں اور جس مقصد کے لیے انہیں دنیا میں بھیجا گیا ہے، اس کی تکمیل پر اپنی خصوصی توجہ مبذول کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور آپ کی احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی صرف تجارت تک محدود نہیں ہے، بلکہ اللہ کی عبادت اور اس کی حمد وتسبیح بیان کرنا بھی انسانی زندگی کے لیے ناگزیر ہے۔ خالق کی عبادت، بہترین معاملات، اعلی اخلاق، انسانی تہذیب واقدار جیسے شعبوں کا لحاظ کر کے اگر ملت اسلامیہ کے افراد پر اپنی زندگی گزاریں تو ان کی زندگی نہ صرف ان کے لیے بہترین ہوگی بلکہ دیگر اقوام بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گی اور اپنے مسائل سے خلاصی پانے کے لیے انہیں بھی مسلمانوں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ مسلمان خوش قسمت ہیں کہ ان کے پاس وہ دین ہے جو ہر موڑ پر ان کی مکمل رہنمائی کرتا ہے، اسلام کی روشنی سے دیگر اقوام ناآشنا ہیں۔ وہ دین پر چل کر اپنے مسائل سے نجات پاسکتے ہیں۔

زندگی کے حقیقی مفہوم کو سمجھئے

مولانا نسیم اختر شاہ قیصر

زندگی کو کارآمد اور نفع بخش بنانے، بامقصد اور مقتدر کرنے، دل کش اور خوبصورت سانچے میں ڈھالنے کے لیے ایثار کی ضرورت ہے، اس لیے کہ ایثار کے بغیر اس دنیا میں کسی بھی چیز کا حصول ممکن نہیں، نہ تو آپ کامیابی کا تصور کر سکتے ہیں اور نہ خوشیوں ومسرتوں کی آرزو، ایثار کا آغاز نیند سے بیدار ہوتے ہی بلکہ نیند سے ہی شروع ہوجاتا ہے۔ فجر کی نماز کا وقت ہوا، گہری نیند ہے، کان میں اذان کی آواز آرہی ہے لیکن دل اٹھنے پر آمادہ نہیں، نیند کو خیرباد کہیے، بستر چھوڑ دیجئے یہ ایثار ہے۔ نماز پڑھئے، اوراد ووظائف میں لگ جایئے یہ وقت کا ایثار ہے۔ دل نہیں چاہ رہا تسبیح میں مشغول ہونے کے لیے، ادھر شیطان بھی اکسا رہا ہے کہ کس غیر ضروری کام میں خود کو الجھالیا۔ خواہش دل کو دبایئے اور تسبیح میں مشغول رہئے، یہ ایثار ہے۔ دوسروں کی مدد کریں تھوڑا وقت انھیں دیں، عزیز رشتہ دار، پڑوسی، واقف کار، اہل ایمان میں سے کوئی یا کوئی بھی انسان۔ آپ کی تھوڑی سی مدد کا طالب ہے کہ آپ اس کے ساتھ ڈاکٹر کے یہاں چلے جائیں یا اس کی دوا لادیں، آپ اگر خود کو ان دونوں کاموں پر آمادہ کر لیتے ہیں تو یہ ایثار ہے۔ بچوں کے کپڑوں کے لیے کھانے پینے اور تعلیم پر خرچ کرنے کے لیے آپ محنت سے کماتے ہیں اپنی دس ضرورتوں کو پس پشت ڈالتے ہیں اور واجبی خرچ سے اپنا کام چلاتے ہیں تو بچوں کے لیے یہ آپ کی محنت ومشقت اور وقت لگانا ایثار ہے۔ اس ایثار سے ہی اس کائنات کا وجود قائم ہے، ایثار نہ ہو تو دنیا صحیح اور درست نہیں رہ سکتی۔ ایثار کے بغیر کیا ہوگا، خودغرضی ہوگی، مطلب پرستی ہوگی، اپنی ہی زندگی ہوگی، اپنی ہی دنیا ہوگی، سب کچھ اپنا ہوگا دوسروں کے لئے کوئی گنجائش نہ ہوگی اس کا نام زندگی نہیں ہے۔ یہ بے معنی اور بے فائدہ زندگی ہے جو لوگ اسے زندگی کہتے ہیں انھوں نے زندگی کے حقیقی مفہوم کو سمجھا ہی نہیں، وہ نہیں جان سکے اور نہ اس گہرائی تک پہنچ سکے کہ زندگی کہتے کسے ہیں۔

کائنات میں ہر شئے ایثار کا مظاہرہ کررہی ہے سورج طلوع ہوا دن بھر کا سفر طے کیا شام آئی خود کو رات کے حوالے کردیا۔ رات کا آغاز ہوا ساعت در ساعت رات نے بھی اپنی زندگی کی سانسیں پوری کیں اور صبح ہوتے ہوتے رات نے بھی سامان زندگی سمیٹ لیا یہ سورج کی قربانی ہے، یہ رات کا ایثار ہے۔ صبح ہوتی ہے، پھر شام میں تبدیل ہوتی اور شام اپنے وقت پر صبح کا لباس پہن لیتی ہے۔ اسی طرح ہزاروں مخلوقات اس دنیا کے اندر ہیں جو ایک دوسرے کے لیے ایثار کررہی ہیں، ایثار کے بغیر کسی چیز کی بقا کا خیال بھی ذہن میں نہیں آتا۔ ایک ملازم ہے آٹھ گھنٹے کا ملازم ہے کیا وہ آٹھ کے آٹھ گھنٹے اپنی ڈیوٹی پوری مستعدی اور محنت کے ساتھ دیتا ہے اپنے شعبے اور اپنے دفتر سے متعلق یا رابطہ کرنے والے افراد سے خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے ملتا ہے۔ اچھے انداز میں بولتا ہے نرم لہجہ اختیار کرتا ہے اور یہ سب کچھ اس کی فطرت کے خلاف ہے، وہ سخت مزاج ہے زبان کا کڑوا ہے، مگر اپنے فرض کو سامنے رکھ کر مسکرا کر مل رہا ہے اور بات کررہا ہے یہ بھی ایثار ہے، ایک استاذ ہے پڑھانا اس کی ذمہ داری ہے وہ تین گھنٹے چار گھنٹے طلباء کو درس دیتا ہے لیکن اس کے بعد میں بھی وہ فکرمند رہتا ہے کہ طلبا کچھ سیکھ لیں کچھ بن جائیں، اپنے طلباء کو سمجھاتا ہے زندگی کے نشیب وفراز کی آگاہی دیتا ہے۔ کامیابیوں اور کامرانیوں کی راہیں بتاتا ہے اگر طلبا کتاب کو سمجھنے کے لیے اس سے خارج میں رجوع کرتے ہیں تو وہ خوش دلی کے ساتھ کتاب کے سبق اور جزئیات کو دوبارہ بیان کرتا ہے اور سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے تو یہ استاذ کا ایثار ہے۔ اسی طرح ہر شعبہ زندگی میں ہر انسان کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ خواہشات نفسانی، حرص ولالچ کو چھوڑ دے، زیادہ کی فکر میں دوسرے لوگوں کو ایسی صورت حال سے دوچار نہ کرے جو اس کے لیے تکلیف کا باعث ہو۔ خرید وفروخت میں بھی اس کا دھیان رکھنے کی ضرورت ہے۔ اسلام صرف نمازوں، روزوں، حج زکوۃ کا ہی مذہب نہیں ہے، یہ تو پہلی سانس سے لے کر آخر سانس تک پیش آنے والی تمام ضرورتوں، تقاضوں، مطالبوں اور سچائیوں کو اس طرح کھول کر بیان کرتا ہے اور عمل کی دعوت دیتا ہے کہ اس کے مقابل کوئی دوسرا مذہب ٹک ہی نہیں سکتا۔

خرید وفروخت ہماری زندگی کا اہم حصہ ہے، اس لیے کہ ہمیں کبھی کسی چیز کی ضرورت ہے اور کبھی کسی شئے کی حاجت، کبھی کپڑا ہماری ضرورت ہے، کبھی اشیائے خوردنی ہمارا مطلوب ہیں، جو لوگ سامان فروخت کررہے ہیں اسلام نے ان کو تاکید کی کہ اچھا مال بیچو، عیب دار مال نہ فروخت کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد گرامی کا مفہوم ہے:

جس شخص نے کوئی عیب دار چیز کسی کو فروخت کی اور خریدار پر عیب کو ظاہر نہیں کیا تو اس پر ہمیشہ اللہ تعالی کا غضب رہے گا اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے"۔

ہوتا یہ ہے کہ فروخت کرنے والا اس خوف سے کہ اگر اس نے عیب بتایا اس کا مال بکے گا نہیں۔ عیب بیان ہی نہیں کرتا اور گاہک کی سادہ لوحی، سیدھے پن اور سادگی سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مختلف حیلے بہانوں سے عیب دار مال اسے فروخت کرتا ہے۔ اور وہ یہ بھی نہیں جاننا چاہتا ہے کہ یہ دھوکہ ہے اور آپ خریدار کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ تو کئی گناہ ہیں جو عیب دار مال بیچ کر کئے جارہے ہیں اور یہ احساس بھی بیچنے والے کے دل میں پیدا نہیں ہوتا کہ وہ غلط کررہا ہے، گاہک کا تو نقصان ہے ہی وہ خود اپنا بھی نقصان کررہا ہے دھوکہ کا مرتکب ہے، جھوٹ بول رہا ہے اور جس قیمت کا وہ مال نہیں اس سے زیادہ قیمت میں وہ مال دے رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ ارشاد فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے: کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، لہذا جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کو کوئی عیب دار چیز فروخت کرے تو عیب ظاہر کئے بغیر بیچنا جائز نہیں ہے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو اس میں ہاتھ ڈالا اور نمی محسوس کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فروخت کنندہ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ بارش سے بھیگ گئے ہیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر تم نے اسے اوپر کیوں نہیں رکھا؟ تاکہ لوگ دیکھ لیتے، سن لو! جو کسی کو دھوکہ دے وہ ہم میں نہیں۔ اسلام کی تعلیمات ہمارے لیے رحمت الٰہی ہیں، رب کائنات نے اپنی پاک کتاب اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں اچھے اور برے سے واقف کرایا، جھوٹ کیا ہے؟ سچ کیا ہے؟ انسانیت کسے کہتے ہیں؟ اور غلامی کس کا نام ہے؟ زندگی کے اتنے زریں اصول اور اتنے قیمتی ضابطے کہ اگر ان پر عمل ہو تو رضائے الٰہی ہمارا نصیب بنے، دین ودنیا کی آسائشیں اور راحتیں ہمارے نام درج ہوں، لیکن افسوس ہے کہ اسلام جیسا کامل مذہب خداوند قدوس نے ہمیں عطا فرمایا اور ہم اپنی غفلتوں، کوتاہیوں کی بناء پر خود کو اسلام سے دور کئے ہوئے ہیں اور خود اپنے لیے سامانِ ذلت وحقارت پیدا کررہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اچھی بیوی کی چار صفات

اسلام کی نظر میں سب سے اچھی بیوی وہ ہے جس کے اندر چار صفات ہوں۔

پہلی صفت: تو یہ ہے کہ وہ دین کے معاملہ میں خاوند کی مددگار ہو۔ مثلا خاوند بچوں کی نیک تربیت چاہتا ہے بچوں کو دین پڑھانا چاہتا ہے دین کی کوئی بھی نیت بندے کے اندر ہے تو یہ بیوی اس کی وزیر اور مشیر بن کر کام کرے Guide lines (رہنمائی) خاوند کی ہوں گی اور یہ عورت اس کا معاون بن کے کام کرے گی۔

دوسری صفت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوی ایسی ہو کہ اس کو دیکھو تو دیکھنے سے دل خوش ہو جائے، ذہن میں رکھنا کہ خوبصورت بیوی کو دیکھنے سے آنکھیں خوش ہوتی ہیں اور خوب سیرت بیوی کو دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے، اس لئے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کی بیویاں رشک قمر ہوتی ہیں یا چاند جیسی خوبصورت ہوتی ہیں، مگر ضدی ہوتی ہیں، ہر وقت ان کے ساتھ جھگڑا فساد کرتی ہیں، خاوند ان کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ نبی علیہ السلام کی بات میں گہرائی دیکھئے حسن دیکھئے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بیوی کی دوسری صفت یہ ہے کہ جس کے دیکھنے سے دل خوش ہو، اس کے چہرہ پر نظر پڑے تو انسان کا دل خوش ہوتا ہے تو گویا بیوی کے اندر دوسری صفت یہ ہے کہ وہ ایسی نیکوکار، پرہیزگار اور خدمت گزار ہو کہ خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔

تیسری صفت: تیسری صفت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک بیوی میں یہ صفت ہونی چاہئے کہ اپنے میاں کی بات مانتی ہو، گھر کا نظام چلانے کیلئے رب کریم نے مرد کو امیر بنایا ہے، آج چھوٹے چھوٹے پروجیکٹ ہوتے ہیں کسی نہ کسی کو ان کا انچارج بنا دیتے ہیں اسلئے کہ اگر کسی کام کا کوئی بھی انچارج نہ ہو تو پھر کام بگڑ جاتا ہے، فیکٹریاں بناتے ہیں تو اس میں بھی ایک منیجر ہوتا ہے جو سب کو Coordinate (مربوط) کرتا ہے سب کی Care, takin (دیکھ بھال) کرتا ہے اور Manage کرتا ہے، گھر کو بھی اللہ رب العزت نے چھوٹی سی حکومت قرار دیا ہے اور مرد کو اس کا منیجر بنا دیا، امیر بنا دیا، عورت کو نہ بنانے میں دو وجوہات تھیں ایک تو یہ کہ امیر بنتی تو باہر کے کاموں کو کیسے سمیٹ پاتی اور دوسرا یہ کہ طبعا عورت نرم مزاج ہوتی ہے، جلدی متاثر ہو جاتی ہے، جذبات میں جلدی آ جاتی ہے لہذا اس کے فیصلے بڑی جلدی کے ہوتے ہیں اگر طلاق کا حق کبھی عورت کو دے دیا جائے تو مرد تو زندگی میں تین طلاق دیتا ہے عورت ایک دن میں تین سو طلاقیں دے کر رکھ دے گی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے مرد کو امیر بنایا اور فرمایا الرجال قوامون علی النساء ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کا قوام بنا دیا یعنی وہ ان کے گھر کی زندگی کے قوام ہیں ان کے امیر ہیں تو جب پروردگار نے فیصلہ فرما دیا تو اب جھگڑے کی ضرورت ہی نہیں، خواہ مخواہ بیوی یہ بجھتی پھرے کہ میری ہر بات مانی جاتی، میرا ہاتھ اوپر رہتا، یہ خواہ مخواہ زندگی کو ضائع کرنے والی بات ہے۔ نیک بیوی وہی ہوتی ہے جو اپنے خاوند کو بڑا بنائے رکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑا بنایا ہے، چنانچہ کتنی ایسی بیویاں ہیں جو اپنے خاوند سے زیادہ تعلیم یافتہ بھی ہوتی ہیں، ان کو اپنے خاوند سے ذہانت، عقل مندی، بصیرت ہر اعتبار سے فضیلت حاصل ہوتی ہے مگر ان کو دیکھا ہے کہ ہر بات میں پگڑی اپنے خاوند کے سر باندھ دیتی ہیں، ہر بات اپنے خاوند کے ذریعے سے کرواتی ہیں لوگوں کی نظر میں اس کو بڑا بناتی ہیں، اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہونگے اس عورت سے جو کام تو خود سمیٹے اور کریڈٹ اپنے میاں کو دے اس لئے کہ اللہ نے اس کو بڑا بنایا ہے، آج کل کی بڑی مصیبت جو شیطان نے ڈالی وہ یہ کہ شادی ہونے کے بعد میاں بیوی یہ طے نہیں کر پاتے کہ آخری فیصلہ کس کا ہوگا، شریعت کا حکم ہے کہ اگر کسی جماعت میں کوئی امیر ہو تو اللہ تعالیٰ کی مدد امیر کے ساتھ ہوگی، تو گھر میں خاوند امیر کی مانند ہے لہذا جو فیصلہ خاوند کرے گا برکت اسی میں ہوگی۔ ممکن ہے کہ بیوی اپنی تعلیم کی وجہ سے اپنی عقل مندی کی وجہ سے، کوئی اور مشورہ لے کر آئے جو ظاہر میں اچھا نظر آتا ہو مگر اس بات کو بیوی نے زبردستی منوا بھی لیا تو اس میں برکت نہیں ہوگی جب تک خاوند کی رضامندی اس میں شامل نہ ہو اس لئے بیوی کو چاہئے کہ جو کام بھی کرنا چاہتی ہے، اپنے خاوند کو پیش کرے اور اس کو اپنے ساتھ ملائے، اسے اعتماد میں لے، اس کے دل کو خوش کر کے اس سے وہ فیصلہ کروائے تاکہ اس کے فیصلے کے اندر برکت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: عسى أن تكرهوا شيئا وهو خير لكم وعسى أن تحبوا شيئا وهو شر لكم والله يعلم وانتم لا تعلمون ممکن ہے تم ایک چیز کو ناپسند کرو لیکن تمہارے لئے اس میں خیر ہو اور ممکن ہے تم ایک چیز کو پسند کرو لیکن تمہارے لئے اس میں شر ہو، اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تم نہیں جانتے۔ لہذا گھروں میں جو عورتیں باتیں کرتی ہیں، شور کرتی ہیں اپنی ظاہری نظر کی بنیاد پر کرتی ہیں ان کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ میرے اس مشورہ میں اللہ تعالیٰ برکت بھی ڈالیں گے یا نہیں ڈالیں گے تو نیک بیوی اپنے مشورہ میں برکت ڈلوانے کیلئے اپنے میاں کو مناتی ہے اور میاں کو منا لینا اس کیلئے بہت آسان ہوتا ہے، اگر ایک بندہ کسی پر نہ ہی کہتا ہو تو جب وہ بیوی سے خوش ہوتا ہے تو وہ دو دفعہ ہاں کرتا ہے تو اس لئے خاوند کی طبیعت کو سمجھنا اور موقع محل کے مطابق بات کرنا اچھی عادت ہے، موقع محل کے مطابق کی گئی بات سونے کی ڈلیوں کی مانند ہوتی ہے چنانچہ نیک بیوی کی تیسری صفت یہ بتائی گئی کہ وہ اپنے خاوند کی بات ماننے والی ہو، اس کے اندر میاں کے مطابق چلنے کا جذبہ ہو اور وہ یہی سمجھے کہ میرے پروردگار کا حکم ہے میں مان کے چلوں گی تو اس میں میرے لئے برکت ہوگی۔

چوتھی صفت: نیک بیوی کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والی ہو، جیسے مردوں کا جہاد میدان جنگ میں جا کر ہوتا ہے اسی طرح عورت کا جہاد اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کے معاملے میں گھر میں رہ کر ہوتا ہے۔ اگر خاوند کسی وقت بیوی کی بات ماننے سے انکار بھی کرتا ہے تو نیکوکاری اور اخلاق کی برکت سے آخر خاوند کے دل کو ماننے پر مجبور کر دیتی ہے۔ نیک بیوی اپنی نیکوکاری کی وجہ سے اپنے میاں کے دل پر حکومت کرتی ہے گو کہ خاوند گھر کا امیر ہے، گھر کا بڑا ہے، اس طرح نیک بیوی اپنی نیکوکاری، اپنی پرہیزگاری اور اپنی فرمانبرداری کی وجہ سے اپنے میاں کے دل پر حکومت کرتی ہے۔ (ماخوذ)

اعلان مفقود الخبری

اعلان مفقود الخبری
اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۱/۶۵/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ تعلیم القرآن بھیم پور، مدھے پور، مدھوبنی)

ناظرین پروین بنت محمد کاری، مقام ڈارہ، ڈاکخانہ بھکتہ، ضلع مدھوبنی۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

رئیس احمد ولد ننھے، مقام شیخ پورہ، ڈاکخانہ شیخ پورہ، ضلع بدایوں (یوپی)۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ و جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ تعلیم القرآن بھیم پور، مدھے پور، ضلع مدھوبنی میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۵؍صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۲؍اگست ۲۰۲۳ء روز منگل کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۲/۱۶۲/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ پھلوریہ ہاٹ، ضلع کشن گنج)

مستقیمہ بیگم بنت محمد مشتاق عالم، مقام کھیکھاٹ وارڈ نمبر ۸؍ڈاکخانہ لوہاگاڑا، ضلع کشن گنج۔ فریق اول

بنام

محمد مجاہد ولد محمد عباس، مقام سنگھیا ڈلالی، وارڈ نمبر ۱؍ڈاکخانہ بنگواں، ضلع کشن گنج۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ فیاض العلوم جامع مسجد پھلوریا ہاٹ، تھرالی گنج، ٹیڑھاگاچھ، ضلع کشن گنج میں تمام حقوق سے محروم ہونے اور غائب ولا پتہ ہونے کی وجہ سے فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۶؍صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳؍اگست ۲۰۲۳ء روز بدھ کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۲/۱۵۴/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کوڈرما، جھارکھنڈ)

سارا پروین بنت حاجی رفیق مرحوم، مقام حسن آباد، ڈاکخانہ کرما، ضلع کوڈرما۔ فریق اول

بنام

محمد معین الدین ولد محمد رفیق انصاری، مقام حسن آباد، ڈاکخانہ کرما، ضلع کوڈرما۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف بشمول نان ونفقہ و جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر دارالقضاء کوڈرما (جھارکھنڈ) میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۶؍صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳؍اگست ۲۰۲۳ء روز بدھ کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۵/۱۶۳/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ مدھے پورہ)

شبانہ پروین بنت محمد ہاشم الدین، مقام بھرکی وارڈ نمبر ۲۴؍ڈاکخانہ وضلع مدھے پورہ۔ فریق اول

بنام

محمد سلطان ولد محمد ستار، مقام لدھیانہ، ڈاکخانہ وضلع لدھیانہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ پانچ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ مدھے پورہ میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۷؍صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۴؍اگست ۲۰۲۳ء روز جمعرات کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

تشدد اور ہیٹ اسپیچ پر لگام لگائے حکومت: سپریم کورٹ

نوح اور گروگرام میں ہوئے تشدد کے بعد دہلی میں ہونے والے مظاہروں کے سلسلے میں سپریم کورٹ نے سماعت کے دوران کہا ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اس مظاہرے کے دوران اشتعال انگیز تقریر نہ کی جائے، عدالت نے یہ بھی کہا کہ دفعہ 144 سمیت دیگر اقدامات بھی کئے جائیں، اس کے ساتھ ہی سپریم کورٹ نے دہلی، یوپی اور ہریانہ حکومتوں کو بھی نوٹس بھیجا ہے، حساس مقامات پر سی سی ٹی وی کیمرے لگائے جائیں اور ویڈیوگرافی کی جائے۔ اس معاملے پر سماعت کے دوران ملک کی سب سے بڑی عدالت نے دہلی میں مظاہرے اور ریلی پر پابندی تو نہیں لگائی لیکن عدالت نے کہا کہ ریلی/مظاہرے کے دوران کسی برادری کے خلاف اشتعال انگیز تقریر نہ کی جائے۔ عدالت نے کہا ہے کہ یہ حکم تمام ریاستوں پر لاگو ہوگا۔ ملک کی اعلیٰ ترین عدالت میں داخل کی گئی درخواست میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ وی ایچ پی اور بجرنگ دل کے احتجاج پر پابندی لگائی جائے کیونکہ اس سے کشیدگی میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے اور ماحول خراب ہوسکتا ہے۔ اس پر سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ امن وامان کو یقینی بنانا پولس کا کام ہے۔ عدالت نے کہا ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ جان ومال کا کوئی نقصان نہ ہو۔ جسٹس سنجیو کھنہ اور جسٹس ایس وی بھٹی کی بنچ نے کیرالہ کی ملٹی میڈیا صحافی شاہین عبداللہ کی جانب سے سینئر ایڈوکیٹ چندر ادے سنگھ کے فوری تذکرے پر خصوصی سماعت کرتے ہوئے یہ حکم دیا۔ عدالت کی بنچ نے اس درخواست پر کہا کہ نفرت انگیز تقریر نہیں ہونی چاہیے اور خاص طور پر خواتین کے خلاف تشدد نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کو بتادیں کہ ہریانہ کے نوح میں ایک مذہبی جلوس کے دوران تشدد پھیل گیا تھا۔ اس دوران کئی مقامات پر فرقہ وارانہ جھڑپیں ہوئیں اور آتش زنی بھی کی گئی۔ اس کے بعد یہ تشدد کچھ ہی دیر میں گروگرام، فریدآباد اور پلول تک پہنچ گیا۔ اس تشدد میں اب تک کل 6 افراد اپنی جانیں گنوا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی لوگ زخمی بھی ہیں۔ مرنے والوں میں ایک امام کے علاوہ ہوم گارڈ جوان بھی شامل ہیں۔ بجرنگ دل کے ایک کارکن کی بھی موت ہوئی ہے۔ (روزنامہ ہمارا سماج پٹنہ)

منی پور میں امن وامان تباہ، سپریم کورٹ نے ڈی جی پی کو کیا طلب

سپریم کورٹ نے منی پور تشدد کی آزادانہ جانچ کا حکم دینے کی درخواستوں پر سماعت کرتے ہوئے منگل کو کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ ریاست میں مئی کے شروع سے لیکر جولائی کے آخر تک آئینی مشینری مکمل طور پر تباہ ہوگئی تھی۔ سپریم کورٹ نے منی پور کے ڈائرکٹر جنرل آف پولیس (ڈی جی پی) کو 7 اگست کو عدالت میں حاضر ہونے کی ہدایت دی۔ چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ اور جسٹس جے بی پارڈی والا اور منوج مشرا کی بنچ نے متعلقہ فریقوں کی دلیلیں سننے کے بعد اس طرح کے کئی سخت ہدایات دیئے۔ قبل از تفتیشی عمل کی غیر جانبداری پر زور دیتے ہوئے بنچ نے ریاست کے پولیس ڈائریکٹر جنرل کو پیر کو عدالت میں پیش ہونے کے لیے طلب کیا تاکہ ریاست میں تشدد کے واقعات کی تفصیلات ذاتی طور پر پیش کی جاسکیں اور ایک بار پھر کہا کہ اس کے لئے سابق ججوں پر مشتمل تحقیقاتی کمیٹی تشکیل کر سکتے ہیں۔ (نیوز رپورٹ)

بہار میں ذات پات کی گنتی پر پابندی ہٹی: پٹنہ ہائی کورٹ

پٹنہ ہائی کورٹ نے بہار حکومت کی جانب سے ذات پات کے سروے اور اقتصادی سماجی سروے پر سے پابندی ہٹادی۔ اس کے ساتھ ہی اس سلسلے میں دائر تمام درخواستوں کو بھی خارج کر دیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے ونود چندرن اور جسٹس پارتھا سارتھی کی ڈویژن بنچ نے دیا اس سے قبل 7 جولائی کو اس معاملے کی سماعت کے بعد عدالت نے اپنا فیصلہ محفوظ کرلیا تھا۔ اس سے پہلے پٹنہ ہائی کورٹ نے سروے کرانے کے ریاستی حکومت کے فیصلے پر عبوری روک لگادی تھی۔ پٹنہ ہائی کورٹ نے ذات کی بنیاد پر گنتی کو غیر آئینی قرار دیتے ہوئے اس پر عبوری روک لگادی تھی۔ (نیوز رپورٹ)

سپریم کورٹ میں آرٹیکل 370 پر سماعت شروع

جموں وکشمیر سے آرٹیکل 370 ہٹانے کے فیصلے کو چیلنج کرنے والی 23 درخواستوں پر 2/اگست کی صبح 10.30 بجے سے سپریم کورٹ میں ریگولر (باقاعدہ) سماعت شروع ہوگئی ہے۔ چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ کی سربراہی میں 5 ججوں کی بنچ اس معاملے کی سماعت کرے گی۔ ان میں جسٹس ایس کے کول، جسٹس سنجیو کھنہ، جسٹس بی آر گوئی اور جسٹس سوریا کانت شامل ہیں۔ آرٹیکل 370 پر سپریم کورٹ میں 3 سال بعد سماعت ہورہی ہے۔ اس سے قبل 2020 میں 5 ججوں کی آئینی بنچ نے اس معاملے کی سماعت کی تھی۔ تب عدالت نے کہا تھا کہ ہم اس معاملے کو بڑے آئینی بنچ کو منتقل کررہے ہیں۔ 11 جولائی کو چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ کے زیر قیادت بنچ نے 27 جولائی کو مختلف فریقوں کے لئے اس معاملے سے متعلق تحریری عرضیاں داخل کرنے کی آخری تاریخ مقرر کی۔ بنچ نے کہا تھا کہ 'ہم ان درخواستوں پر پیر اور جمعہ کے علاوہ ہر روز سماعت کریں گے۔' اس معاملے کی آخری سماعت 11 جولائی کو ہوئی تھی۔ اس سے ایک دن پہلے 10 جولائی کو مرکز نے کہا تھا کہ جموں وکشمیر 3 دہائیوں سے دہشت گردی کا شکار رہا۔ اسے ختم کرنے کا واحد طریقہ آرٹیکل 370 کو ہٹانا تھا۔ (ایجنسی)

بنگال میں نئے مدارس کا رجسٹریشن کیا جائے گا: وزیر اعلیٰ بنگال

مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتابنرجی نے اعلان کیا ہے کہ پوری ریاست میں ایک سروے کرایا جائے گا جس کے تحت مدرسوں کا رجسٹریشن کرایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ جو بھی مدرسہ حکومت کے رجسٹرڈ ہونا چاہتے ہیں، وہ اس سروے میں حصہ لے کر اپنا رجسٹریشن کراسکتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ اب مغربی بنگال میں شب برات اور کرنی پوجا کی پورے دن کی چھٹی ہوگی۔ مغربی بنگال میں سب سے زیادہ سرکاری چھٹیاں ہوتی ہیں۔ وزیر اعلیٰ ممتابنرجی نے گورنر سی وی آنند بوس کی سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ وہ ریاست کے کام کاج میں مداخلت کررہے ہیں۔ خیال رہے کہ ریاستی حکومت اور گورنر کے درمیان تنازع کوئی نیا نہیں ہے۔ نائب صدر جمہوریہ جگدیپ دھنکر جب بنگال کے گورنر تھے اسی وقت سے گورنر اور ریاستی حکومت کے درمیان تنازع چل رہا ہے۔ ممتابنرجی نے کہا کہ گورنر کرپشن پر خصوصی سیل قائم کررہے ہیں۔ لیکن یہ گورنر کا کام نہیں ہے۔ وہ ریاستی حکومت کے کام میں مداخلت کررہے ہیں۔ بیرون ریاست کے ماہرین کو وہ بنگال میں لارہے ہیں اور اس سے یہ تاثر مل رہا ہے کہ بنگال میں ماہرین افراد نہیں ہے۔ (ایجنسی)

طب وصحت

صحت کا خیال رکھئے

یہ بات درست ہے کہ اچھی صحت کی بدولت ہی انسان طویل عرصے تک زندہ رہ سکتا ہے لیکن دنیا میں کئی افراد صحت اور اس سے منسلک اہم باتوں پر توجہ نہیں دیتے اور معمولی سی غفلت بھی ان کیلئے جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔

گزشتہ دنوں جرمنی اور سوئٹزر لینڈ کے ڈاکٹرز نے مشترکہ طور پر انسانی صحت، بیماری، اس کے علاج اور طویل عمر پر تحقیقات کیں، مفید مشورے دیے اور ان پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ چند مفید عادتیں اپنا لینے سے انسان اپنی صحت کے ساتھ دوسروں کی صحت کو بھی خطرات سے بچا سکتے ہیں۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ کئی لوگ بیت الخلا استعمال کرنے کے بعد ہاتھ نہیں دھوتے جو کئی بیماریوں کی ابتدا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے انسانی جسم میں کئی ان دیکھے جراثیم موجود ہیں جو صفائی نہ ہونے کی صورت میں دوسرے انسان کو چھو لینے سے اس میں منتقل ہو جاتے ہیں اور انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے بیت الخلا استعمال کرنے کے فوراً بعد ہاتھوں کو ناریل صابن سے دھوئیں اور کسی پر فیوم یا اسپرے کا استعمال کرنے سے گریز کریں کیونکہ ان مصنوعی مصنوعات میں کئی اقسام کی کیمیکلز اور الکوحل کی آمیزش ہوتی ہے جو صحت کیلئے مضر ہے اور ان سے جراثیم کے پیدا ہونے کا خدشہ بھی رہتا ہے۔

پانی سب سے اہم غذا ہے۔ بھوک سے زیادہ انسان کو پانی کی طلب محسوس ہوتی ہے، اس لیے دن میں وقفے وقفے سے 3 لیٹر پانی پینا لازمی ہے کیونکہ انسانی جسم خود محسوس کرتا ہے کہ کب اسے پانی کی ضرورت ہے۔ عام طور پر ہم لوگ درگزر کر جاتے ہیں جو کہ ایک عام غلطی ہے۔ جب جسم کو اس کی معقول غذا یعنی پانی وافر مقدار میں مل جاتا ہے تو تمام اعضا درست کام کرنے لگتے ہیں۔ دوسری صورت میں سر درد کی شکایت رہتی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ محض کھانا کھانے کے بعد ہی 2 گلاس پانی پی لینے سے انسانی جسم کی پیاس نہیں بجھتی اس لیے 3 لیٹر پانی پینا لازمی ہے۔

عالمی ادارہ صحت نے ایک خصوصی رپورٹ میں بتایا ہے کہ اکثر خواتین بچوں کی پیدائش کے بعد نوزائدہ بچوں کو مارکیٹ میں دستیاب پاؤڈر دودھ کا استعمال کرتی ہیں جو کہ بچوں کی صحت کیلئے مضر ہیں کیونکہ ان میں کیمیکلز شامل ہوتے ہیں جو بچوں کو الرجی یا دیگر بیماریوں میں مبتلا کرتے ہیں۔ خواتین کو چاہیے کہ بچوں کو کم سے کم 4 ماہ تک اپنا دودھ پلائیں تاکہ وہ صحت مند رہیں۔

سوئیڈن کے ماہرین کا کہنا ہے رات کو دیر سے کھانا کھانے والے افراد اکثر مٹاپے کا شکار ہوتے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق خواتین رات کو دیر سے کھانا کھانے کو ترجیح دیتی ہیں جس سے وہ مٹاپے میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ ایک دوسرے مطالعے میں بتایا گیا ہے کہ دن میں بار بار مختلف غذائیں استعمال کرنے سے بھی مٹاپا ہو جاتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے ہر انسان کو وقت پر اتنا کھانا کھانا چاہیے جتنی جسم کو ضرورت ہے اور بھوک نہ ہونے پر بھی کئی لوگ کچھ نہ کچھ کھاتے رہتے ہیں جو صحت کیلئے مضر ہے۔

کینسر کی اسکریننگ بہت سے زندگیاں بچاتی ہے۔ کینسر پر تحقیق کرنے والے ماہرین کا کہنا ہے کہ کینسر کا پتا لگانے کیلئے چھاتی کی اسکریننگ لازمی ہے۔ خواتین اور بالخصوص تمباکو نوشی کرنے والے افراد پر لازم ہے کہ ہر 6 ماہ بعد اپنا مکمل چیک اپ کروائیں۔ ڈین مارک کے ایک ڈاکٹر کا کہنا ہے اسکریننگ اور ایکسریز سے بروقت پتا لگایا جاسکتا ہے کہ ٹیومر کتنا خطرناک ہے اور کون سا علاج موزوں ہے۔

کچی سبزیاں صحت کیلئے مفید ہیں، سبزیوں کو پکانے سے ان کے تمام وٹامنز ضائع ہو جاتے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ سبزیوں کا استعمال صحت کیلئے مفید ہے بشرطیکہ انہیں مکمل طور پر نہ پکایا جائے۔ سبزیوں کو نصف ابال دینے سے ان کے تمام وٹامنز ضائع نہیں ہوتے۔ گاجر، مولی، گوبھی وغیرہ کو ابالا جاسکتا ہے اور سلاد کے طور پر بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

سر درد میں پیرا سیٹامول یا اسپرین استعمال کی جاسکتی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے سر درد کوئی بیماری نہیں کہ دن میں 3 یا 4 مرتبہ پیرا سیٹامول یا اسپرین استعمال کی جائے۔ درد سے نجات حاصل کرنے کیلئے زیادہ سے زیادہ دن میں 2 ٹیبلیٹس استعمال کی جاسکتی ہیں۔ یاد رہے کہ 'درد کش' ادویہ کے زیادہ استعمال سے جگر اور گردوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ سر درد سے نجات کیلئے چند گھنٹوں کی نیند یا چائے استعمال کی جاسکتی ہے۔ (شاہد شکیل)

Volume:63/73,Issue:29 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

وہ مرد نہیں جو ڈر جائے ماحول کے خونی منظر سے
جس حال میں جینا مشکل ہو اس حال میں جینا لازم ہے

(عرش ملیانی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

سیاست کی نذر ہوتے ملک کے سنگین مسائل

مسعود عالم

منی پور میں تشدد کا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے، ڈھائی ماہ سے زائد عرصے سے منی پور کے لوگ تشدد کی آگ میں جلنے پر مجبور ہیں، منی پور کے بارے میں ایک بات اور بھی ہے، جس کا سلسلہ رک نہیں رہا ہے، وہ ہے منی پور تشدد کے حوالے سے سیاست اور اس طرح کے سنگین مسئلے پر پارٹیوں اور اپوزیشن کے درمیان بحث، یہ سیاست 19 / جولائی کو وائرل ہونے والی اس ویڈیو کے بعد عروج پر پہنچی، جس میں بھیڑ میں سے چند غنڈے دو خواتین کو برہنہ کرتے ہوئے ان کے ساتھ وحشیانہ حرکتیں کرتے نظر آرہے ہیں، یوں تو منی پور میں تشدد کا یہ شعلہ پہلے ہی بھڑک رہا تھا، لیکن 3 / مئی کے بعد اس کے شعلے بڑھتے گئے۔

چند روز قبل خواتین سے متعلق ایک ویڈیو وائرل ہوئی تو تمام میڈیا فورمز بالخصوص سوشل میڈیا پر اس واقعے کے حوالے سے پورے ملک میں زبردست غم وغصہ دیکھا گیا، یہ واقعہ 4 مئی کو پیش آیا، یہ واقعہ تھوبل ضلع کے درندوں نے انجام دیا، ویڈیو وائرل ہونے کے بعد لوگوں کے غصے اور ابال کو دیکھتے ہوئے واقعے کے ڈھائی ماہ بعد ملزمان کی گرفتاری کا عمل شروع ہوتا ہے، یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہ ویڈیو وائرل نہ ہوا ہوتا تو شاید یہ کارروائی نہ ہوتی کیونکہ منی پور پولیس کو پہلے دن سے ہی اس واقعہ کا علم تھا، اس واقعے کے حوالے سے پولیس کا کردار بھی مشکوک ہے، جو خبریں آرہی ہیں اور متاثرین کے بیانات سامنے آرہے ہیں ان کے مطابق پولیس نے ہی ان متاثرین کو ہجوم کے حوالے کیا تھا، اگر یہ یقین بھی نہ کیا جائے کہ ہجوم نے ان خواتین کو پولیس سے چھین لیا تھا لیکن ایک بات تو واضح ہے کہ منی پور پولیس اور انتظامیہ پہلے دن سے ہی اس واقعہ سے پوری طرح باخبر تھی، جب پولس اور انتظامیہ کو اس کا علم ہوا تو اس کا مطلب ہے کہ منی پور حکومت کے اعلیٰ نمائندوں کو اس کا علم ہو چکا ہوگا، اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، ان سب کے باوجود ملک کے عوام کا ردعمل اور غصہ ہی وجہ تھی، جس نے اس واقعے کے ڈھائی ماہ بعد منی پور حکومت کو کارروائی کرنے پر مجبور کیا، یہی نہیں، منی پور میں تشدد کا ہولناک دور شروع ہوئے کافی عرصہ ہو چکا تھا، اس کے باوجود وزیر اعظم نریندر مودی نے نہ تو کوئی بیان دیا اور نہ ہی منی پور کا دورہ کیا، خواتین کے ساتھ بربریت کے واقعے کی ویڈیو وائرل ہونے کے بعد عوام کا رول دیکھ کر وزیر اعظم نے اس واقعے پر بیان دیا، اگرچہ مانسون اجلاس کے آغاز میں 20 جولائی کو وزیر اعظم کے بیان میں صرف اس واقعہ کا ذکر کیا گیا تھا، لیکن ان کے بیان میں ڈھائی ماہ سے زائد عرصے سے جاری منی پور تشدد کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا تھا، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جمہوری نظام میں عوامی معاملات کا ردعمل بہت زیادہ ہوتا ہے، لیکن سچ یہ بھی ہے کہ ویڈیو وائرل ہونے کے بعد فوری طور پر لوگوں کا ردعمل سامنے آرہا تھا، چند گھنٹوں بعد ہی اس میں دراڑیں پڑتی نظر آئیں، سیاسی الجھنوں میں پھنسے ہوئے دکھائی دے رہے تھے، رفتہ رفتہ ایسا لگنے لگا کہ ماضی کی طرح اس بار بھی ایک انتہائی سنگین مسئلہ سیاست میں الجھ کر دم توڑنا شروع ہو گیا ہے، ایسے سنگین اور انسانیت کے وجود کے مسئلے پر بھی معاشرے کے لوگوں میں تقسیم کا جو رجحان نظر آتا ہے، وہ کسی بھی نقطہ نظر سے ملک کے عام لوگوں کے لیے سودمند نہیں، معاملہ جو بھی ہو، تقسیم یا دھڑوں یا کیمپوں میں بٹ جانے کا رجحان شروع سے ہی سیاست سے وابستہ افراد سیاسی جماعتوں اور لیڈروں میں رہا ہے لیکن جب معاشرے کے عام لوگ بھی اس تقسیم کا حصہ بن جائیں تو پھر صرف اور صرف ملک کے شہریوں کا ہی نقصان ہوتا ہے، اس میں بھی بڑے پیمانے پر تشدد کا کوئی بھی معاملہ شہری حقوق اور انسانی وجود کے خلاف ہے، وائرل ویڈیو میں خواتین کے ساتھ جو کچھ بھی کیا گیا، وہ زندگی کے وجود، زندگی کے وقار اور خواتین کے تئیں حساسیت سے جڑا مسئلہ ہے، ایسے معاملات میں دلائل و استدلال کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

منی پور میں تشدد کے بارے میں، لوگ پہلے ہی خانوں میں بٹتے ہوئے دیکھے گئے تھے، 3 / مئی کو وسیع پیمانے پر تشدد شروع ہوتا ہے، جس کا آغاز میتی کمیونٹی کے لیے ایس ٹی کا درجہ دینے کے مطالبے اور کوکی برادری کے احتجاج سے ہوتا ہے، میتی اور کوکی برادری کے درمیان جھگڑے سے شروع ہونے والے اس تشدد کو لے کر مخصوص برادری کے ساتھ وابستگی اور تعلق کی بنیاد پر ریاست سے باہر کے لوگوں کے ردعمل بھی آنے لگے، تاہم انٹرنیٹ بند ہونے کی وجہ سے اس دوران منی پور سے کئی خبریں اور واقعات سامنے نہیں آسکے، لیکن جب 19 / جولائی کو یہ ویڈیو وائرل ہوا تو ملک بھر سے اس کے خلاف ردعمل آنا شروع ہو گیا، ویڈیو وائرل ہونے کے چند گھنٹوں بعد ہی بحث ومباحثہ نے سیاسی رنگ اختیار کرنا شروع کر دیا، پوری بحث بی جے پی کی حکمرانی والی ریاست بمقابلہ غیر بی جے پی کی حکومت والی ریاست کی طرف موڑ دیتی ہے، منی پور کے وائرل ویڈیو سے جڑے اس واقعہ کو لے کر ردعمل آہستہ آہستہ تمام میڈیا پلیٹ فارمز پر سیاسی رنگ میں رنگتا جا رہا ہے، فوری طور پر سوشل میڈیا کے مختلف فورمز کے ساتھ ساتھ مرکزی دھارے کے ٹی وی نیوز چینلز میں چھتیس گڑھ، مغربی بنگال اور راجستھان سے متعلق واقعات کا ذکر کرتے، ہوئے موازنہ کا کھیل شروع ہو جاتا ہے، سوشل میڈیا کی وجہ سے اب کسی بھی واقعے یا معاملے پر عام لوگوں کا ردعمل تیزی سے آنا شروع ہو جاتا ہے اور اسے فوری طور پر جاننا ہر کسی کے لیے آسان ہو گیا ہے، نہ صرف عام لوگ منقسم ہو گئے بلکہ صحافیوں نے بھی منی پور کے واقعے کا دیگر ریاستوں کے واقعات سے موازنہ کرنے کا مقابلہ شروع کر دیا، اس وقت اور اس کا کھیل کھیلا جانے لگا، تب اور اب، اس ریاست اور اس ریاست کے درمیان موازنہ کا رجحان، بی جے پی کی حکومت والی ریاست اور کانگریس یا ٹی ایم سی کی حکومت والی ریاست نے زور پکڑا، سیاسی جماعتیں شروع سے یہی کرتی رہی ہیں کہ وہ ہر معاملے کو پارٹی کے نفع نقصان سے جوڑتی ہیں، لیکن اگر عام لوگوں اور صحافیوں میں بھی ایسی تقسیم ہو تو سیاسی جماعتوں کے لیے جمہوریت میں ہر مسئلے سے سیاسی فائدہ اٹھانا بہت آسان ہو جاتا ہے، منی پور میں جس طرح کا واقعہ پیش آیا یا جس طرح سے وہاں 90 دنوں سے زیادہ تشدد ہو رہا ہے، مرکزی حکومت ہو یا ریاستی حکومت عوام کو جواب دینا اس کی ذمہ داری ہے، لیکن ایسا لگتا ہے کہ حکمران جماعت اپوزیشن جماعتوں کو جواب دینے میں مصروف ہے، جب عام لوگ سمجھیں گے کہ منی پور میں حالات کتنے خراب ہیں تو منی پور کی حکومت اور مرکزی حکومت کو بہتر معلوم ہوگا، منی پور میں تشدد میں اب تک 140 سے زائد افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، تشدد میں آتش زنی کے 5 ہزار واقعات ہیں، 60 ہزار سے زائد لوگ بے گھر ہو چکے ہیں، خواتین کے خلاف جرائم اور جنسی ہراسانی میں تمام حدیں پار کی جا رہی ہیں، اب تو منی پور کی گورنر انوسویا اوئیکے نے بھی ٹی وی پر آکر ان سب باتوں کو قبول کر لیا ہے، گورنر انوسویا اوئیکے نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اتنا تشدد کبھی نہیں دیکھا، اس کے ساتھ ہی گورنر نے ٹی وی پر یہ بھی قبول کیا ہے کہ انہوں نے اوپر منی پور کی صورتحال سے متعلق رپورٹ بھیج دی ہے، اس کے باوجود منی پور میں این بیرن سنگھ حکومت کو ہٹا کر صدر راج نافذ نہیں کیا گیا ہے، مرکزی حکومت کی طرف سے منی پور تشدد کے سیاسی احتساب کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا ہے، اس کے لیے منقسم عوام بھی برابر کے ذمہ دار ہیں؛ کیونکہ جس رجحان کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے وہ اب ہر حکمران سیاسی جماعت کے لیے سیاسی احتساب سے بچنے کا ایک بڑا ہتھیار بن چکا ہے، چاہے کوئی بھی پارٹی برسر اقتدار ہو، سیاست میں ہر معاملے کو الجھا کر پارٹی اور اپوزیشن کے خطوط پر لوگوں کو تقسیم کرنے کی فطرت سب میں نظر آتی ہے۔

اس رجحان کو پروان چڑھانے میں حکمران جماعتوں کے ساتھ ساتھ اپوزیشن جماعتوں کا کردار بھی یکساں طور پر فیصلہ کن رہا ہے، اپوزیشن کا مطلب یہ نہیں کہ موقع ملے تو حکمران جماعت کو گھیر لیں، جب آپ کی حکمرانی والی ریاستوں میں ایک ہی مسئلہ یا ذلت آمیز واقعہ منظر عام پر آئے تو ان جماعتوں کو بھی اپنی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، تاہم ایسا نہیں ہوتا کیونکہ مذکورہ رجحان کا فائدہ بھی ان جماعتوں کو ملتا ہے۔

سیاست کرنا سیاسی جماعتوں کا کام ہے، ہمارے ملک میں اسے مان لیا گیا ہے یا منوا لیا گیا ہے، یہ بیانیہ بنایا گیا ہے کہ سیاست کا مطلب صرف کسی بھی طریقے سے اقتدار حاصل کرنا ہے، تاہم، حقیقی معنوں میں جمہوری نظام میں سیاست کی تعریف اور دائرہ کار اس سے کہیں زیادہ وسیع ہوتا ہے۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔ **رابطہ اور واٹس آپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (**محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب**)
WEEK ENDING-07/08/2023, Fax: 0612-2555280, Phone: 2555351, 2555014, 2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے

Scanned with CamScanner